ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جولائی 2019ء - شوال المکرّم 1440ھ (جلد 16 شمارہ 10)

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جلد 16 شمارہ 10

جولائی 2019ء - شوال المکرّم 1440ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ........25 روپے

سالانہ........300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال.........فحش اور بدگوئی کی گرم بازاری...........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط 177)..سُود اور اس کو بیع کے مثل قرار دینے کا وبال (قسط 1)..// // 6

درسِ حدیث ....فوت شدہ حالت پر قیامت میں اٹھایا جانا......// // 12

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

"جمع بین الصلاتین" کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف (قسط 1).....مفتی محمد رضوان 16

افادات وملفوظات.........................// // 22

سائنسی بنیاد پر رؤیتِ ہلال کے فیصلے کا حکم.................// // 26

کارل مارکس کا نظریہ اشتراکیت اور اسلام (قسط 1).........مولانا محمد ریحان 29

ماہِ جمادی الاخریٰ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات......مولانا طارق محمود 36

علم کے مینار: .... فقہ اسلامی کی تدوین وترویج میں

خواتین کا حصہ (حصہ چہارم)..........مفتی غلام بلال 38

تذکرۂ اولیاء:....عمر رضی اللہ عنہ کی خشیتِ الٰہی اور مسلمانوں کو نصیحت....مفتی محمد ناصر 43

پیارے بچو!........ٹوتھ پیسٹ کی ٹیوب!.........مولانا محمد ریحان 46

بزمِ خواتین ......ازدواجی تعلقات میں خواتین کے اختیارات.......مفتی طلحہ مدثر 49

آپ کے دینی مسائل کا حل ....اعمال نامہ یمین

وشمال میں دیے جانے کی تحقیق (قسط 1)..........ادارہ 58

کیا آپ جانتے ہیں؟.....منافقِ اعتقادی وعملی کا حکم (قسط 2)....مفتی محمد رضوان 71

عبرت کدہ ....فرعون کی شکست ودھمکی...........مولانا طارق محمود 79

طب وصحت.......سنوت میں گھی، مکھن، اور پنیر کا شامل ہونا.....حکیم مفتی محمد ناصر 82

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...........// // 86

اخبارِ عالم ......قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال 88

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

فحش اور بدگوئی کی گرم بازاری

میں نے اخبار میں ایک صاحب کا مضمون پڑھا، جس میں انہوں نے اپنا یہ واقعہ تحریر کیا کہ وہ ماہِ فروری 2003ء میں پاکستان سے ترکی کے شہر استنبول گئے، اور وہاں پر تین چار دن تک گلی کوچوں اور بازاروں میں گھومے پھرے، لیکن اس دوران ان کو، ترکی کے اس شہر میں ایک بھی ایسا منظر دکھائی نہیں دیا کہ کوئی دوسرے سے غصہ میں چیخ وپکار کر کے بات چیت کر رہا ہو، یا گالم گلوچ میں مبتلا ہو، یا ایک دوسرے سے دست وگریبان ہو۔

یہ منظر دیکھ کر انہیں تعجب ہوا کہ ہمارے یہاں تو اس قسم کی صورتِ حال نہیں، معلوم نہیں کہ اس 80 لاکھ آبادی کے وسیع ترین شہر میں کیا وجہ ہے، کہ کوئی دوسرے سے لڑتا جھگڑتا اور گالم گلوچ، یہاں تک کہ چیخ وپکار کرتا ہوا بھی نظر نہیں آتا، جس پر انہوں نے وہاں پر موجود ایک معمر ترکی شخص سے معلوم کیا کہ کیا ترکوں کو غصہ نہیں آتا؟

اس معمر ترکی شخص نے جواب میں کہا کہ آتا ہے، مگر اسی وقت، جب پانی سر سے گزرنے لگے، ہمیں بات بات پر غصہ نہیں آتا، اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑنے اور سرِ بازار چیخنے چلانے کو ہمارے یہاں بہت معیوب سمجھا جاتا ہے، اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ ترکی لوگ کبھی کسی کے غلام نہیں رہے، غلاموں کا چونکہ دوسروں پر بس نہیں چلتا، بس اپنے اوپر ہی چلتا ہے، اس لیے وہ جہاں بھی موقع ملے، بات بات پر اپنی بھڑاس نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مضمون نگار کا مذکورہ واقعہ پڑھنے کے بعد مجھے ابنِ خلدون کے مقدمہ میں پڑھی ہوئی وہ بات یاد آ گئی، جو انہوں نے سختی اور غلامی کے ماحول میں پرورش پانے اور زندگی گزارنے والے بچوں، بڑوں، اور غلاموں کے متعلق لکھی ہے کہ ان کے اخلاق میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، جھوٹ بولنا اور مکرو فریب وغیرہ ان کی عادت واخلاق میں رچ بس جاتا ہے۔

جب ہم اپنے معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں، تو ہمارے یہاں کے عام افراد کا تو کہنا ہی کیا، ہمارے یہاں کی بڑی بڑی سیاسی شخصیات بھی بداخلاقی کی تمام حدود کو پار کی ہوئی نظر آتی ہیں، ذرا ذرا سی بات پر مخالفین کی شان میں بدگوئی اور فحش کلامی کرنا ان کا عمدہ مشغلہ بن گیا ہے۔

چنانچہ بڑے اور مشہور سیاسی لوگوں اور ملک وملت کے سیاسی قائدین کی پریس کانفرنسوں اور ذرائع ابلاغ پر نشر ہونے والے ٹاک شوز وغیرہ جیسے پروگراموں میں جو فحش گوئی اور بدگوئی کے مناظر سامنے آتے ہیں، ان کو ایک باحیا اور باوقار شخص کا ملاحظہ کرنا شرم سے ڈوب مرنے کے مترادف ہوتا ہے، چور، ڈاکو، لٹیرے، زانی، میراثی، حرامی، یہودی وغیرہ جیسے الفاظ دوسرے کی شان میں برسرِ عام استعمال کرنے میں ذرا جھجک محسوس نہیں کی جاتی، ان لوگوں کے مذکورہ اور جیسے طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بداخلاقی اور غلامی کی گہری دلدل سے نکل کر آئے ہیں، جن کی ساری بداخلاقی کا زور زبانی کلامی بھڑاس نکالنے پر چلتا ہے، بعض اوقات ایسے واقعات بھی سننے میں آئے کہ اس طرح کے پروگرام کے دوران کسی نے اپنے مخالف کے تھپڑ رسید کر دیا۔

قومی وصوبائی اسمبلیوں میں عوام کی طرف سے منتخب ہو کر جانے والی بہت سی شخصیات کا طرزِ عمل بھی اسی نوعیت کا ہوتا ہے، ایوان اور اسمبلیوں میں بعض اوقات ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھا پائی تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے، جن کے طرزِ عمل کا معلوم ہو کر دکھ ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو گفت وشنید اور مشورے کے بنیادی آداب کا بھی علم نہیں، وہ ملک وملت کی کیا خاک خدمت انجام دیں گے۔

پہلے تو ملک کا وزیرِ اعظم، حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف دونوں جماعتوں کے مشترکہ وزیرِ اعظم کا کردار ادا کیا کرتا تھا، لیکن اب کچھ عرصے سے ہمارے یہاں کے وزیرِ اعظم کا کردار بھی اس سلسلہ میں عام سیاسی لوگوں کے مشابہ معلوم ہونے لگا ہے۔

جس معاشرہ کی صورتِ حال یہ ہو کہ وہاں کے وزراء بھی فحش گوئی اور بداخلاقی کی زندہ تصویر ہوں، اس معاشرہ کے عوام اور رعایا کے حال کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

اس موقع پر مجھے تقریباً بیس بائیس برس پہلے کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے، میں ٹیوٹا ہائی ایس لوکل گاڑی کے ذریعہ سے اسلام آباد سے راولپنڈی آ رہا تھا، اسی دوران، مری روڈ پر ایک جگہ گاڑی کے

کنڈ یکٹر اور مسافر کے درمیان جھگڑا ہو گیا، جو شدت اختیار کر گیا، اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ڈرائیور کو بیچ راستہ میں گاڑی روکنی پڑی، مجھ سمیت کئی مسافر بھی گاڑی سے نیچے اتر گئے، میں جس وقت گاڑی سے نیچے اترا، اس وقت کنڈ یکٹر اور مسافر میں ہاتھا پائی اور ایک دوسرے پر جوتوں سے پٹائی کا تبادلہ ہو رہا تھا، بڑی مشکل سے مسافروں کے درمیان میں پڑنے کے بعد چھوٹ چھٹا ہوا، اور اصل تنازعہ چار آنے پر تھا، مسافر کا کہنا یہ تھا کہ کنڈ یکٹر مجھ سے مقررہ کرایہ سے چار آنے زیادہ وصول کر رہا ہے، جبکہ کنڈ یکٹر اس کو جائز کرایہ قرار دے رہا تھا، میں نے اپنی جیب سے پچیس پیسے نکال کر مسافر کو دیے اور کہا کہ یہ سمجھ لیں کہ یہ کنڈ یکٹر کی طرف سے ہیں، اور میں دونوں کی طرف سے ایک دوسرے سے معافی مانگتا ہوں کہ اللہ کے لیے ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔

میں نے کہا کہ آپ لوگوں نے پچیس پیسے کی خاطر ایک دوسرے کو ماں بہن وغیرہ کی گالیاں دے کر اور مار پیٹ کر کے کئی کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا، جن کا اللہ کی طرف سے وبال ان چار آنے سے کہیں زیادہ سخت ہے۔

یہ اب سے بیس بائیس برس پہلے کا واقعہ ہے، جب تک موجودہ دور کے اتنی کثرت سے پرائیویٹ چینل اور اخبار وغیرہ بھی نہیں آئے تھے، جن کے ذریعے بداخلاقی اور بدگوئی کی ہمہ وقت برسرِ عام عوام میں تبلیغ وتشہیر جاری ہے۔

اگر آج کے دور میں جھگڑوں اور بداخلاقیوں، یہاں تک کہ قتل وغارت گری کے واقعات کے پسِ مناظر کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے گا، تو ان کی بنیادی حیثیت بھی موجودہ دور کے چار آنے والے مذکورہ واقعہ سے زیادہ مختلف ثابت نہیں ہوگی۔

معلوم نہیں کہ ہماری قوم، بداخلاقی اور فحش گوئی کی ان پستیوں کے بھنور میں کب تک گھِری رہے گی، جس سے آج سے چودہ سو سال پہلے اسلام نے نکال کر اعلیٰ اخلاق کی بلندیوں پر پہنچایا تھا، اور ان کو دیکھ کر تمام غیر مسلم قومیں اسلام کی طرف متوجہ ہوتی تھیں، اور آج مسلمانوں کے بداخلاقی کے مناظر دیکھ کر اسلام اور مسلمانوں سے متوحش ومتنفر ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو اس بداخلاقی اور فحش گوئی کی گرم بازاری سے نجات عطا فرمائے۔ آمین۔

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط نمبر177، آیت نمبر275) مفتی محمد رضوان

سُود اور اس کو بیع کے مثل قرار دینے کا وبال (قسط1)

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا. وَاَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا. فَمَنۡ جَآءَہٗ مَوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَانۡتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ. وَاَمۡرُہٗۤ اِلَی اللّٰہِ. وَمَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٧٥)

ترجمہ: وہ لوگ جو کھاتے ہیں سود کو، نہیں کھڑے ہوں گے وہ، مگر اسی طرح، جیسا کہ کھڑا ہوتا ہے، وہ شخص جس کو حواس باختہ کر دیا ہو شیطان نے چھو کر، یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے یہ کہا کہ بس بیع، ربا کی طرح ہے، حالانکہ حلال کیا اللہ نے بیع کو، اور حرام کیا سود کو، پس جس کے پاس آ گئی نصیحت، اس کے رب کی طرف سے، پھر وہ رُک گیا، تو اس کے لیے وہ ہے، جو گزر چکا، اور اس کا حکم اللہ کی طرف ہے، اور جو لوٹ کر آئے گا، تو یہی لوگ ہیں، جہنم والے، وہ اس (جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والے کے ایک وبال کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ قیامت کے دن حواس باختہ ہو کر اٹھے گا، اور یہ وبال اس لیے ہوگا کہ اس نے سود کو بیع کی طرح قرار دیا، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے، اور سود کو حرام کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ سود کے حرام ہونے کا حکم نازل ہونے کے بعد جو شخص اس سے رُک گیا، تو اس کا حکم نازل ہونے سے پہلے جو وہ سود استعمال کر چکا ہے، وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے، لیکن جو لوگ سود کے حرام ہونے کا حکم نازل ہونے کے بعد، پھر بھی اس کو اختیار کریں گے، اور اس کو بیع کی طرح

سمجھیں گے، تو وہ جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

پھر اگر وہ ''سود'' کو ''بیع'' کی طرح عقیدے کے اعتبار سے ''حلال'' سمجھیں گے، تو اپنے اس عقیدے کی وجہ سے کافر ٹھہریں گے، اور دائمی عذابِ جہنم کے مستحق قرار پائیں گے، ورنہ ''سود'' کے ساتھ ''بیع وتجارت'' جیسا برتاؤ کرنے اور ''سود'' کے گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے لمبے عرصے تک عذابِ جہنم کے مستحق قرار پائیں گے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِيَّاىَ وَالذُّنُوبَ الَّتِي لَا تُغْفَرُ: الْغُلُولُ فَمَنْ غَلَّ شَيْئًا أَتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَآكِلُ الرِّبَا فَمَنْ أَكَلَ الرِّبَا بُعِثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَجْنُونًا يَتَخَبَّطُ "ثُمَّ قَرَأَ :(الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ (المعجم الكبير،للطبرانی، رقم الحديث ١١٠)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان گناہوں سے بچو، جن کی مغفرت نہیں کی جائے گی، ایک تو مالِ غنیمت میں خیانت کرنے سے بچو، کیونکہ جس نے مالِ غنیمت میں سے کسی چیز کی خیانت کی، تو وہ اس چیز کو قیامت کے دن لے کر آئے گا، اور ایک سودخوری سے بچو، پس جس نے سودخوری کی، تو وہ قیامت کے دن مجنون ہوکر اٹھے گا، جو خبط میں مبتلا ہوگا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی ''اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ '' (طبرانی)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ:

''سودخور کو قیامت کے دن مجنون ہونے کی حالت میں اٹھایا جائے گا، جس کا گلا گھونٹا جائے گا''۔ [1]

[1] حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ أَشْعَثَ ، عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ (الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ) قَالَ :يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَجْنُونًا يُخْنَقُ(مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ٢٢٤٣٩)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت کی تفصیلی تفسیر مروی ہے، لیکن اس کی سند میں شدید ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا، خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ

(بخاری،رقم الحدیث ۴۵۹،کتاب الصلاۃ، باب تحریم تجارۃ الخمر فی المسجد)

ترجمہ: جب سورہ بقرہ کی آیاتِ سود (کی حُرمت) کے بارے میں نازل ہوئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، پھر وہ آیات لوگوں کے سامنے تلاوت فرمائیں، پھر

[1] وعن ابن عباس، فی قوله عز وجل (الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس) قال :يعرفون يوم القيامة بذلک، لا يستطيعون القيام إلا كما يقوم المجنون المخنق (ذلک بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربا) - وكذبوا على الله - (وأحل الله البيع وحرم الربا فمن جاء ه موعظة من ربه فانتهى) إلى قوله (ومن عاد) فأكل الربا (فأولئک أصحاب النار هم فيها خالدون) وقوله (يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقى من الربا إن كنتم مؤمنين فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله) إلى آخر الآية، "فبلغنا -والله أعلم -أن هذه الآية نزلت فى بنى عمرو بن عمير بن عوف من ثقيف، وفى بنى المغيرة من بنى مخزوم، كانت بنو المغيرة يربون لثقيف، فلما أظهر الله رسوله على مكة، وضع يومئذ الربا كله، وكان أهل الطائف قد صالحوا على أن لهم رباهم، وما كان عليهم من ربا فهو موضوع، وكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم فى آخر صحيفتهم أن لهم ما للمسلمين، وعليهم ما على المسلمين، أن لا يأكلوا الربا ولا يؤاكلوه، فأتاهم بنو عمرو بن عمير، وبنو المغيرة إلى عتاب بن أسيد، وهو على مكة، فقال بنو المغيرة :ما جعلنا أشقى الناس بالربا؟ وضع عن الناس غيرنا، فقال بنو عمرو بن عمير :صولحنا على أن لنا ربانا، فكتب عتاب بن أسيد فى ذلک إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فنزلت هذه الآية (فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله) فعرف بنو عمرو أن الإيذان لهم بحرب من الله ورسوله بقوله (وإن تبتم فلكم رء وس أموالكم لا تظلمون ولا تظلمون) لا تظلمون فتأخذون أكثر، ولا تظلمون فتبخسون منه (وإن كان ذو عسرة) أن تذروه خير لكم إن كنتم تعلمون (فنظرة إلى ميسرة وأن تصدقوا خير لكم إن كنتم تعلمون واتقوا يوما ترجعون فيه إلى الله ثم توفى كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون) فذكروا أن هذه الآية نزلت وآخر آية من سورة النساء نزلتا آخر القرآن(مسند أبى يعلى، رقم الحديث ۲۶۶۸)

قال حسين سليم أسد: إسناده ضعيف جدا (حاشية مسند ابى يعلىٰ)

و قال الهيثمى: رواه أبو يعلى، وفيه محمد بن السائب الكلبى، وهو كذاب(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۶۵۸۹،باب ما جاء فى الربا)

آپ نے خمر (وشراب) کی تجارت کو حرام قرار دے دیا (بخاری)

قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی ''سود'' کی ممانعت اور اس کے وبال کا ذکر آیا ہے۔

سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (سورة آلِ عمران، رقم الآية ۱۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ کھاؤ سود، دوگنا اور چوگنا کر کے، اور ڈرو اللہ سے، تاکہ تم فلاح پاؤ (سورہ آلِ عمران)

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَثِیْرًا. وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ. وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (سورة النساء، رقم الآيات ۱٦۰ و ۱٦۱)

ترجمہ: پس ظلم کی وجہ سے ان لوگوں کے جو یہودی ہیں، حرام کر دیا ہم نے ان پر پاکیزہ چیزوں کو جو حلال کی گئی تھیں، ان کے لیے، اور ان کے روکنے کی وجہ سے اللہ کے راستے سے کثرت کے ساتھ۔ اور ان کے لینے کی وجہ سے ربا کو، حالانکہ منع کیا گیا تھا ان کو اس سے، اور ان کے کھانے کی وجہ سے لوگوں کے مالوں کو باطل طریقہ سے، اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لیے ان میں سے، دردناک عذاب کو (سورہ نساء)

احادیث میں بھی ''سودخور'' کے سخت عذاب میں مبتلا ہونے کا ذکر آیا ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: رَأَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ أَتَیَانِی، فَأَخْرَجَانِی إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ، فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَیْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِیهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَیْنَ یَدَیْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِی فِی النَّهَرِ،

فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيْهِ، فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ، فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ، فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: اَلَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَا (بخاری، رقم الحديث ٢٠٨٥، كتاب البيوع، باب آكل الربا وشاهده وكاتبه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج کی رات دوشخصوں کو دیکھا، جو میرے پاس آئے، اوروہ مجھے بیت المقدس تک لے گئے، پھرہم آگے چلے تو ایک خون کی نہر دیکھی، جس کے اندر ایک آدمی کھڑا ہوا ہے، اور دوسرا آدمی اس کے کنارے پر کھڑا ہے، جب یہ نہر والا آدمی نہر سے باہر آنا چاہتا ہے، تو کنارہ والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا ہے، پس اس کو وہیں لوٹا دیتا ہے، جہاں وہ کھڑا تھا، پھر وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے، تو پھر یہ کنارہ والا آدمی یہی معاملہ کرتا ہے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) پھر میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرااور قصہ ہے جو میں دیکھ رہاہوں؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ آدمی سود کھانے والا ہے (جو اپنے عمل کی سزا پا رہا ہے) (بخاری)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ رَجُلًا يَسْبَحُ فِيْ نَهَرٍ وَيُلْقِمُ الْحِجَارَةَ، فَسَأَلْتُ مَا هٰذَا، فَقِيْلَ لِيْ: آكِلُ الرِّبَا (مسند احمد، رقم الحديث ٢٠١٠١)

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں ایک آدمی کو دیکھا کہ جو نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر کو لقمہ بنا بنا کر کھا رہا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے جواب میں بتایا گیا کہ یہ سود خور ہے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ سود خور کا آخرت میں وبال وعذاب بڑا سخت ہے۔

(جاری ہے............)

جلد1
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفعُ التَّشکِیکِ عَنْ حِیلَۃِ التَّملِیکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنون،غضبان اور سکران کی طلاق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد2
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ
(4)...کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد3
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفرِ وَالْقَصرِفِیْ حَالَۃِ الْحَضرِ وَالْمِصرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرم کے بغیر سفر کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد4
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذرو نیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد5
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد6
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد7
علمی وتحقیقی رسائل
متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد8
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد9
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دف کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد10
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسح رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

اصلاح واضافہ شدہ جدید ایڈیشن
دُرود وسلام
کے
فضائل واحکام
مسنون وماثور درود وسلام کے عظیم الشان فضائل وفوائد، درود وسلام کے مخصوص مواقع اور ان کی فضیلت واہمیت، درود وسلام کے متعلق شرعی احکام، اور منکرات درود وسلام کے مسنون وماثور صیغے اور غیر مسنون صیغوں وطریقوں کی نشاندہی اور درود وسلام سے متعلق بعض احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت پر کلام
مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ چوتھا ایڈیشن
ذُوالحجہ اور قربانی
کے
فضائل واحکام
اس کتاب میں اسلامی سال کے بارہویں مہینے یعنی ”ماہِ ذی الحجہ“ سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات کو مفصل ومدلل اور سہل انداز میں جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ، شبِ عید، عیدُ الاضحیٰ اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور معتبر کتبِ فقہ وفتاویٰ کے حوالہ جات بھی پیش کیے گئے ہیں، اسی کے ساتھ موجودہ دور میں ان چیزوں سے متعلق پائے جانے والے منکرات وبدعات کو بھی معتدل طریقہ پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
اس طرح یہ رسالہ بحمد اللہ تعالیٰ فضائل ومسائل، دلائل ورذائل کا مجموعہ بن گیا ہے۔
اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی
مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ
کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

فوت شدہ حالت پر قیامت میں اٹھایا جانا

مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جس اچھی یا بری حالت پر فوت ہوتا ہے، قیامت کے دن اسی حالت پر اٹھایا جائے گا۔

اس طرح کی چند احادیث ضروری اور مفید تشریح وتوضیح کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ (مسلم، رقم الحديث ٢٨٧٨ ”٨٣“)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر بندہ اس حالت پر اٹھایا جائے گا، جس حالت پر وہ فوت ہوا (مسلم)

اور صحیح ابنِ حبان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ الْمُؤْمِنُ عَلٰى إِيْمَانِهِ وَالْمُنَافِقُ عَلٰى نِفَاقِهِ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٧٣١٣)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر بندہ اس حالت پر اٹھایا جائے گا، جس حالت پر وہ فوت ہوا، مومن اپنے ایمان پر اٹھایا جائے گا، اور منافق اپنے نفاق پر اٹھایا جائے گا (ابنِ حبان)

آخری روایت سے پہلی روایت کی وضاحت بھی ہوگئی کہ جس حالت پر کوئی فوت ہوگا، اسی حالت پر اٹھایا جائے گا، جس میں ایمان وکفر اور نفاق اور اخلاص وریاء کاری وغیرہ کی تمام حالتیں داخل ہیں،

بعض دوسری احادیث وروایات میں اس بات کی مزید وضاحت پائی جاتی ہے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ مَاتَ عَلٰی مَرْتَبَۃٍ مِّنْ ھٰذِہِ الْمَرَاتِبِ، بُعِثَ عَلَیْھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ:رِبَاطٌ أَوْ حَجٌّ أَوْ غَیْرُ ذٰلِکَ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث ۶۲۳۷،مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۹۴۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ان (نیک اعمال کے) مراتب میں سے کسی بھی مرتبہ پر فوت ہوگا، وہ (قیامت کے دن) اسی مرتبہ پر اٹھایا جائے گا، خواہ وہ (سرحد کی) پاسبانی کرنے کا عمل ہو، یا حج ہو، یا اس کے علاوہ کوئی اور عمل ہو (حاکم،مسند احمد)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ اگر مومن کسی نیک عمل کو کرنے کی حالت میں فوت ہوجائے، تو وہ آخرت میں اس نیک عمل کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ کُتِبَ لَہٗ أَجْرُ الْحَاجِّ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ کُتِبَ لَہٗ أَجْرُ الْمُعْتَمِرِ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، وَمَنْ خَرَجَ غَازِیًا فَمَاتَ کُتِبَ لَہٗ أَجْرُ الْغَازِیْ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (المعجم الأوسط للطبرانی،رقم الحدیث ۵۳۲۱،ج۵ص۲۸۲، باب المیم؛ مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۶۳۵۷)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کے لئے جائے پھر (راستہ میں) فوت ہوجائے، اس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جائے گا اور جو شخص عمرہ کے لئے جائے پھر (راستہ میں) فوت ہوجائے، اس کے لیے قیامت تک عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا اور جو شخص جہاد کے لئے جائے پھر (راستہ میں) فوت ہوجائے اس کے

لئے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا(طبرانی،ابویعلیٰ)

اس حدیث سے اضافی طور پر یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ حج یا عمرہ یا جہاد کے سفر پر جائے،اور پھر وہ فوت ہو جائے،تو وہ تا قیامت حج وعمرہ وجہاد کے ثواب کو پا تا رہے گا۔

حضرت عمرو بن مرۃ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَصَلَّيْتُ الْخَمْسَ، وَأَدَّيْتُ زَكَاةَ مَالِيْ، وَصُمْتُ شَهْرَ رَمَضَانَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ مَاتَ عَلٰى هٰذَا، كَانَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هٰكَذَا وَنَصَبَ إِصْبَعَيْهِ،مَا لَمْ يَعُقَّ وَالِدَيْهِ (زوائد مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۸۱)

ترجمہ:ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،اور بے شک آپ،اللہ کے رسول ہیں،اور میں پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں، اور میں زکاۃ ادا کرتا ہوں، اور میں رمضان کے مہینہ کے روزے رکھتا ہوں،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں فوت ہوا،تو وہ قیامت کے دن انبیاء،صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا،اور اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا، بشرطیکہ اس نے والدین کی نافرمانی نہ کی ہو(مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال اور بالخصوص مذکورہ حدیث میں ذکرشدہ نیک اعمال کا اہتمام کرنے والا آخرت میں عظیم اعزاز واکرام کا مستحق ہوگا،اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس اعزاز واکرام سے نوازے۔آمین۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:إِنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِيْ ثِيَابِهِ الَّتِيْ يَمُوْتُ فِيْهَا (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۳۱۱۴، باب تطهيرِ ثيابِ الميت عند الموت)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میت کو اس کے اس ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا، جن میں اس کی موت واقع ہوئی (ابوداؤد)

بعض احادیث میں قیامت کے دن سب لوگوں کو بغیر لباس کے اٹھائے جانے کی صراحت آئی ہے، جس کی وجہ سے بہت سے محدثین نے مذکورہ حدیث میں ''کپڑوں'' سے ''اعمال'' کو مراد لیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں تقوے کے لباس کو عمدہ ترین لباس فرمایا گیا ہے ''ولباس التقویٰ ذالک خیر'' اور بعض محدثین نے دوسرے مطلب بیان فرمائے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا يُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۴۲۲۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا (ابن ماجہ)

نیت، چونکہ دل میں ہوتی ہے، اس لیے اس میں مومن ومنافق اور کافر بھی داخل ہے کہ مومن کی نیت نیک عمل سے ثواب حاصل کرنے کی ہوتی ہے، اور منافق کی نیت ثواب حاصل کرنے کی نہیں ہوتی، اس لیے دونوں اپنی اپنی نیت کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔

اور اگر کوئی مومن، نیک عمل، دکھلاوے اور ریاکاری کے طور پر کرے گا، تو وہ اسی حیثیت کا مستحق ہوگا، جیسا کہ احادیث میں قیامت کے دن ریاکار، مجاہد، قاری اور سخی وغیرہ کے متعلق شدید عذاب کا ذکر آیا ہے، اسی طرح اگر کسی جگہ گناہ گاروں کی وجہ سے عام عذاب آیا، تو اس دنیا کے عذاب میں شریک نیک لوگوں کو آخرت میں گناہ گاروں سے الگ کر کے اٹھایا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ آخرت میں ہر انسان اس حالت پر ''محشور'' ہوگا، جس حالت پر وہ دنیا میں فوت ہوا، جس میں ظاہر کے علاوہ باطن اور دل کی نیت کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا۔

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

’’جمع بین الصلاتین‘‘ کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف

(قسط1)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب ’’المسویٰ شرح الموطأ‘‘ میں فرماتے ہیں:

قلت: أکثر اهل العلم علی جواز الجمع فی السفر بین الظهر والعصر وبین المغرب والعشاء فی وقت احداهما. وقالت الحنفیة: لایجوز، ومعنی الحدیث عندهم أن یؤخر احدی الصلاتین الی آخر وقتها، ویعجل الأخری فی أول وقتها، فیحصل الجمع صورة (المسویٰ شرح الموطأ، الجزء الاول، ص ۱۸۹، کتاب الصلاۃ، باب: المسافر یجمع بین الظهر والعصر والمغرب والعشاء، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اکثر اہلِ علم حضرات، سفر میں ظہر اور عصر کے درمیان، اور مغرب اور عشاء کے درمیان، ان دو نمازوں کے ایک وقت میں جمع کے جائز ہونے (یعنی جمع بین الصلاتین) کے قائل ہیں۔اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ (جمع بین الصلاتین) جائز نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک (جمع بین الصلاتین کی مذکورہ) حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ دو نمازوں میں سے ایک نماز کو اس کے آخری وقت تک مؤخر کرے، اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں جلدی پڑھے، جس سے صورتاً جمع حاصل ہوجاتی ہے (جو کہ جمع صوری کہلاتی ہے) (المسویٰ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ، مذکورہ کتاب ہی میں فرماتے ہیں:

قلت: ذهب اکثرهم الی جواز الجمع فی المطر، وشرط الشافعی من بینهم ان یکون المطر قائما وقت افتتاح الاولیٰ، وحالة الفراغ منها الی

ان یقیم الثانیة.وقالت الحنفیة : لایجوز (المسویٰ شرح الموطأ، الجزء الاول، ص ۱۹۰، کتاب الصلاۃ، باب:الجمع بین الصلاتین فی المطر)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اکثر اہلِ علم حضرات، بارش میں نماز کے جمع کرنے کے جائز ہونے کی طرف گئے ہیں، اوران حضرات میں سے امام شافعی نے یہ شرط لگائی ہے کہ بارش پہلی نماز کے شروع کرنے کے وقت میں اوراس سے فارغ ہونے کی حالت میں دوسری نماز کھڑی ہونے تک قائم (وموجود) ہو۔اورحنفیہ کا قول یہ ہے کہ بارش میں جمع بین الصلاتین جائز نہیں (المسویٰ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ''مصفّٰی'' وغیرہ میں سفر، بارش اورعذر کی صورت میں جمع بین الصلاتین کے جائز ہونے کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا ہے۔

چنانچہ ''مصفّٰی'' میں فرماتے ہیں:

مترجم گوید جمہور علمائے محدثین بجواز جمع بین الصلاتین قایل شدہ اند، درسفر و جمعے در مطر نیز، وحسن بصری وعطاء واحمد واسحاق مریض را نیز رخصت دادہ اند، بلکہ در غایۃُ المنتہیٰ مذکورہ ست ہر عذر یکہ مثل مرض باشد در شدۃ وحرج، ملحق ست بمرض، درجواز جمع......ومختار نزدیک فقیر جوازِ جمع است، وقتِ عذر و عدمِ جواز بغیر عذر (المصفّٰی، ج۱ص۱۹۷، باب جمع العصرین والعشائین لمن بہ عذر، مطبوعہ:مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: مترجم کہتا ہے کہ جمہور علمائے محدثین، سفرمیں اور بارش میں دونمازوں کو جمع کرکے پڑھنے کے جائز ہونے کے قائل ہیں، اورحسن بصری اورعطا اورامام احمد اور اسحاق نے مریض کو بھی جمع بین الصلاتین کی رخصت دی ہے، بلکہ غایۃُ المنتہیٰ میں یہ بات مذکور ہے کہ جوعذر بھی شدت اورحرج میں مرض کے مثل ہو، وہ جمع بین الصلاتین کے جائز ہونے میں مرض کے ساتھ ملحق ہے ......اور بندہ فقیر (شاہ ولی اللہ) کے نزدیک مختار (یعنی راجح) جمع بین الصلاتین کا جائز ہونا ہے، عذر کی صورت میں، اور بغیر عذر کے ناجائز ہونا ہے (مصفّٰی)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ، مذکورہ کتاب ہی میں ایک مقام پرفرماتے ہیں:

وحمل احادیث برآں تاویل بعید است کہ بتخطیہ وتغلیط صحابہ کشد ودر بعض احادیث جمع تقدیم آمدہ وآں صریح است در جمع دونماز در وقت یکی از آنہا پس ایں صفتِ نفیسہ جمع پیدا شد وآنکہ از بعض صحابہ جمع صوری روایت کردہ اند، بایں مسئلہ تباین ندارد، زیرا کہ تسہیل کہ سببِ ترخیص است در چند صورت می تواند بود وبملاحظہ آں رخصت متنوع می شود، پس ایں نیز رخصت است، آن نیز رخصت ....جمع فی المطر وفی المرض مشروع شد۔ وآیا جمع در عرفہ بعلتِ سفر است یا بعلتِ حج، قول سالم تائید احتمال اول میکند وعلیہ الشافعی (المصفّٰی، ج۱ص ۱۴۷و۱۴۸، باب المسافر یجمع بین الظہر والعصر والمغرب والعشاء)

ترجمہ: اور ان احادیث کو (جن میں سفر میں جمع بین الصلاتین کا ذکر ہے) اس (جمع صوری) پر محمول کرنا بعید تاویل ہے کہ جس کے نتیجہ میں صحابۂ کرام کی تغلیط وتخطیہ لازم آتا ہے، اور بعض احادیث میں جمع تقدیم کا ذکر آیا ہے، جو کہ دو نمازوں کو ایک وقت کے اندر جمع کرنے میں صریح ہیں، پس ان میں نفیس صفت سے جمع وتطبیق ہوتی ہے کہ جو بعض صحابہ نے جمع صوری کو روایت کیا ہے، اُس کا اِس مسئلہ سے ٹکراؤ نہیں، کیونکہ جمع بین الصلاتین کی سہولت جو کہ رخصت کا سبب ہے، متعدد صورتوں میں پائی جاتی ہے، اور یہ رخصت متنوع ہوتی ہے، پس جمع صوری بھی رخصت ہے، اور جمع حقیقی بھی رخصت ہے ...... بارش اور مرض میں جمع بین الصلاتین مشروع (یعنی شریعت سے ثابت) ہے۔ اور کیا میدانِ عرفات میں نماز کو جمع کرنے کی علت، سفر ہے یا اس کی علت، حج ہے؟ سالم کا قول پہلے (یعنی علتِ سفر ہونے کے) احتمال کی تائید کرتا ہے، اور اسی پر امام شافعی ہیں (مصفّٰی)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک نماز کے وقت میں دو نمازوں کو جمع کرنا ثابت ہے، جو کہ جمع بین الصلاتین کی حقیقی صورت ہے، اور مرفوع احادیث کو ''جمع صوری'' پر محمول کرنے کی صورت میں لازم آتا ہے کہ متعدد صحابۂ کرام نے ''جمع حقیقی'' پر عمل کر کے غلط یا خطا اور گناہ والا کام کیا۔

نیز بعض احادیث سے صراحتاً ''جمع حقیقی'' کا حکم ثابت ہے، جس کو ''جمع صوری'' پر محمول کرنا بعید اور کمزور تاویل ہے۔ [1]

البتہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے بقول جمع بین الصلاتین مختلف طریقوں سے ممکن ہے، ایک صورت ''جمع صوری'' ہے، جو بعض صحابۂ کرام اور بعض روایات سے ثابت ہے، اور ایک ''جمع حقیقی'' ہے، جو دوسرے صحابۂ کرام اور دوسری مرفوع احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں، اور شریعت نے حسبِ ضرورت اور حسبِ موقع دونوں صورتوں کے مطابق ''جمع بین الصلاتین'' کی اجازت دی ہے، اور یہ ''جمع بین الصلاتین'' کی مختلف ومتنوع صورتیں ہیں، لہٰذا ان کو باہم متعارض سمجھنا راجح نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ، اپنی دوسری تالیف ''حجة الله البالغة'' میں فرماتے ہیں:

جاز عند الضرورة الجمع بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء

(حجة الله البالغة، ج ۱، ص ۳۱۸، أوقات الصلاة)

---

[1] عن أنس بن مالك رضى الله عنه، قال :كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا ارتحل قبل أن تزيغ الشمس أخر الظهر إلى وقت العصر، ثم يجمع بينهما، وإذا زاغت صلى الظهر ثم ركب (بخارى، رقم الحديث ۱۱۱۱)

عن أنس بن مالك قال كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن يجمع بين الصلاتين فى السفر أخر الظهر حتى يدخل أول وقت العصر ثم يجمع بينهما(صحيح ابن حبان،رقم الحديث ۱۴۵۶)

عن نافع قال :كنت مع عبد الله بن عمر، وحفص بن عاصم، ومساحق بن عمرو قال :فغابت الشمس، فقيل لابن عمر :الصلاة قال :فسار، فقيل له :الصلاة، فقال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا عجل به السير أخر هذه الصلاة، وأنا أريد أن أؤخرها قال :فسرنا حتى نصف الليل، أو قريبا من نصف الليل قال :فنزل، فصلاها(صحيح ابن خزيمة،رقم الحديث ۹۷۰)

عن ابن عباس، قال :جمع رسولُ الله -صلَّى الله عليه وسلم -بين الظهرِ والعصرِ، والمغرب والعشاء، بالمدينة من غير خوفٍ ولا مطر، فقيل لابن عباس :ما أراد إلى ذلك؟ قال :أراد أن لا يُحرِجَ أُمَته (سنن ابى داود، رقم الحديث ۱۲۱۱)

عن نافع، قال :كان أمراؤنا إذا كانت ليلة مطيرة أبطؤوا بالمغرب، وعجلوا العشاء قبل أن يغيب الشفق، فكان ابن عمر يصلى معهم لا يرى بذلك بأسا.

قال عبيد الله :ورأيت القاسم وسالما يصليان معهم فى مثل تلك الليلة(مُصنف ابن أبى شيبة،رقم الحديث ۶۳۲۴،فى الجمع بين الصلاتين فى الليلة المطيرة)

ترجمہ: ضرورت کے وقت ظہر وعصر کی نماز کے درمیان، اور مغرب وعشاء کی نماز کے درمیان جمع کرنا جائز ہے(حجۃ اللہ البالغہ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب، اپنی مذکورہ تالیف ہی میں مزید فرماتے ہیں:

ووقت الضرورة وهو ما لا يجوز التأخير إليه إلا بعذر .وهو قوله صلى الله عليه وسلم " :من أدرك ركعة من الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح، ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر "وقوله صلى الله عليه وسلم ". تلك صلاة المنافق يرقب الشمس حتى إذا اصفرت "الحديث وهو حديث ابن عباس في الجمع بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء والعذر مثل السفر والمرض والمطر وفي العشاء إلى طلوع الفجر (حجة الله البالغة، ج ۱،ص ۱۲۳،أوقات الصلاة)

ترجمہ: اور ضرورت کا وقت وہ ہے، کہ جس کی طرف بغیر عذر تاخیر کرنا جائز نہیں، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ جس نے فجر کی نماز کی ایک رکعت کو سورج طلوع ہونے سے پہلے پالیا، تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا، اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالیا، تو اس نے عصر کو پالیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ جو سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ پھیکا پڑ جاتا ہے(تو پھر جلدی جلدی نماز پڑھ لیتا ہے) آخر حدیث تک۔

اور وہ (یعنی وقتِ ضرورت) ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے، جس میں ظہر اور عصر کے درمیان، اور مغرب اور عشاء کے درمیان جمع کرنے کا ذکر ہے، عذر کی صورت میں مثلاً سفر اور مرض اور بارش میں، اور عشاء کو طلوعِ فجر تک(حجۃ اللہ البالغہ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھتے ہوئے طلوع ہوجانا، اور عصر کی نماز پڑھتے ہوئے غروب ہوجانا ’’وقتِ ضرورت‘‘ ہے، اس وقت کی نماز کو

شریعت نے ضرورت کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے، اسی طرح کسی عذر، مثلاً سفر اور مرض اور بارش وغیرہ کی صورت میں بھی ''ظہر وعصر'' اور ''مغرب وعشاء'' کی نماز کو ایک وقت میں جمع کرنا، خواہ ''جمع تقدیم'' ہو، یا ''جمع تاخیر'' یہ ''وقتِ ضرورت'' ہے، جس کو شریعت نے ضرورت کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ، مذکورہ کتاب میں معذورین کی نماز کے ذیل میں فرماتے ہیں:

ومنها الجمع بين الظهر .والعصر .والمغرب .والعشاء، والأصل فيه ما أشرنا أن الأوقات الأصلية ثلاثة :الفجر .والظهر .والمغرب، وإنما اشتق العصر من الظهر، والعشاء من المغرب لئلا تكون المدة الطويلة صلة بين الذكرين، ولئلا يكون النوم على صفة الغفلة، فشرع، لهم جمع التقديم والتأخير لكنه لم يواظب عليه ولم يعزم عليه مثل ما فعل في القصر (حجة الله البالغة، ج۲، ص۷۳، باب صلاة المعذورين)

ترجمہ: اور معذورین کی نماز میں سے ایک حکم ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کے درمیان جمع کرنا ہے، اور اس کی بنیاد، وہ ہے، جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا کہ اصلی اوقات تین ہیں، ایک فجر، دوسرے ظہر، اور تیسرے مغرب، اور عصر، دراصل ظہر سے مشتق ہے، اور عشاء، مغرب سے مشتق ہے، تاکہ دو ذکروں کے درمیان طویل مدت حائل نہ ہو، اور تاکہ نیند، غفلت کے طریقہ پر نہ ہو، پس لوگوں کے لیے ''جمع تقدیم'' اور ''جمع تاخیر'' مشروع کی گئی، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع بین الصلاتین پر اس طرح مواظبت نہیں کی، اور اس طرح کا عزم نہیں فرمایا، جس طرح کا قصر کے متعلق فرمایا (حجۃُ اللہ البالغہ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ وہ حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہاء کے قول کے مطابق ضرورت کے وقت اور معقول عذر کی صورت میں حقیقی جمع بین الصلاتین کے جائز ہونے کے قائل ہیں، اور وہ دراصل سفر اور بارش اور مرض کو عذر میں داخل مانتے ہیں (جاری ہے)

مقالات و مضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

نکاح میں چھواروں کی تقسیم

(07صفرالمظفر 1440ہجری)

آج کل بعض حضرات، نکاح کے موقع پر چھوارے تقسیم کرنے پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں، حالانکہ چھوارے تقسیم کرنا کوئی مقصودی سنت نہیں، میں نے اپنی کتاب ''شادی کو سادی بنائیے'' میں اس کی وضاحت کی ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ کے زمانہ میں ایک نکاح میں چھوارے تقسیم ہوئے، تو حضرت نے فرمایا کہ:

خرما (یعنی چھواروں) کی تخصیص سنتِ مقصودہ نہیں ہے، اگر کشمش ہوتی، تو وہ تقسیم ہوجاتی، یہاں چونکہ یہی تھے، اس لیے تقسیم ہوگئے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱۹، ص۲۴۸،

مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1425ہجری)

معلوم ہوا کہ نکاح کے موقع پر چھواروں کے علاوہ کوئی دوسری چیز تقسیم کرنے سے بھی سنت ادا ہوجاتی ہے۔

اور اگر کہیں کسی بھی چیز کا انتظام نہ ہو، اس میں بھی گناہ نہیں، اس لیے ایسی باتوں میں غلو اور تشدد کرنا مناسب نہیں، ہر چیز کو اپنے درجہ پر رکھنا ضروری ہے، کسی بھی چیز کو اپنے درجہ سے بڑھانے یا گھٹانے سے ہی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

آج کل کے جلسے

(10صفرالمظفر 1440ہجری)

آج کل کے عام جلسے جلوسوں کی حالت دیکھ کر سخت دکھ ہوتا ہے کہ ان کی حالت کس قدر بگڑ گئی ہے،

اصلاح اور خیر خواہی اور اصل دین کی تبلیغ کا جذبہ بہت کمزور پڑ گیا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں کہ:

میں تو آج کل کے جلسوں کو جھلسا کہا کرتا ہوں، اکثر میں تفاخر وشہرت ہی مقصود ہے

(ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۱۹، ص۳۹۲، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1425ہجری)

حضرت رحمہ اللہ نے جو کچھ مروّجہ جلسوں کے بارے میں فرمایا، وہ حقیقت کے مطابق ہے، آج کے زمانہ میں تو پہلے زمانہ کے مقابلہ میں مروّجہ جلسوں میں زیادہ بگاڑ اور فساد آ گیا ہے، جس کا مشاہدہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے، اخلاص پر مبنی جلسوں کا وجود بہت کم رہ گیا ہے، زیادہ تر نام ونمود اور فخر وتفاخر اور شہرت ونام آوری پیشِ نظر ہوگئی ہے، اسی لیے عام طور پر مروّجہ جلسوں میں ایسے افراد واشخاص کو بیان کے لیے مدعو کیا جاتا ہے، جن کی وجہ سے مجمع اور بلکہ چندہ زیادہ اکٹھا ہو اور ''لوگوں میں نام ہو کہ بڑا جلسہ ہوا، کامیاب جلسہ ہوا''۔

جلسوں کی کامیابی کی بنیاد بھی مجمع وچندہ کے زیادہ ہونے پر رکھی جانے لگی ہے، خواہ لوگوں کی اصلاح سے متعلق کوئی خاطر خواہ بات نہ ہو، ایسے جلسوں کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ''جھلسا'' قرار دیا۔

''جھلسا'' اس کو کہا جاتا ہے، جو آگ سے جھلس گیا ہو، اور اس کا حلیہ بگڑ گیا ہو، جیسا کہ کوئی آدمی یا گاڑی یا کوئی مکان وغیرہ آگ میں جھلس جانے کی وجہ سے بے رونق اور خراب ہو جاتا، اور بگڑ جاتا ہے، اسی طرح آج کل کے اکثر جلسے جھلس گئے، اور بگڑ گئے ہیں، اس طرح کے جلسوں میں شرکت کرنے والوں کی اصلاح بھی مشکل ہوتی ہے، سن کر ویسے کے ویسے ہی واپس لوٹ آتے ہیں، زیادہ سے زیادہ نعرے لگالیے، کچھ کھا پی لیا، سیر وتفریح ہوگئی، نشستن، گفتن اور برخاستن سے زیادہ اور کچھ نہیں ہوتا، اگر اس سے زیادہ کچھ ہوتا بھی ہے، تو ''خوردن'' یعنی کھانا پینا ہوتا ہے۔

مشکل کشا کہنے کا حکم

(10صفر المظفر 1440ہجری)

آج کل بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہتے ہیں، اور اس سلسلہ میں بعض بزرگوں

کے حوالہ جات بھی پیش کرتے ہیں، اس کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہئے۔

اس سلسلہ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت علی کو مشکل کشا بمعنیٰ اشکال علمی کو حل کرنے والے کہنا جائز ہے، مگر مشکلاتِ تکوینیہ کے حل کے اعتبار سے جائز نہیں، جیسے اہلِ بدعت کا محاورہ ہے، لیکن پھر بھی لفظ چونکہ مبہم ہے، اس لیے اس سے بچنا چاہئے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۲۶، الکلام الحسن، ص۴۹، مطبوعہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1425 ہجری)

مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے علمِ دین میں بڑا کمال اور ملکہ عطا فرمایا تھا، وہ مشکل مشکل مسئلوں اور علمی اشکالات اور شبہات کو بڑی آسانی سے حل فرما دیا کرتے تھے، اس اعتبار سے مشکل مسائل کو کھولنے اور حل کرنے والا کہنا جائز ہے۔

لیکن تکوینی امور، مثلاً بیماری کی مشکل، روزی کی مشکل، اولاد کی مشکل کو حل کرنے کے معنیٰ کے اعتبار سے، مشکل کشا کہنا جائز نہیں، کیونکہ یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے، اور چونکہ آج کل بہت سے لوگ اس غلط معنیٰ کے اعتبار سے ''مشکل کشا'' کہتے ہیں، اس لیے بچنا چاہئے۔

ایک مرتبہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ سے کسی نے معلوم کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ''مشکل کشا'' کہنا کیسا ہے؟

حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ:

تاویلاً تو جائز ہے، (جس کا مطلب ہے) مشکلاتِ علمیہ کو حل کرنے والے (اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل علمی مسائل کو حل کیا کرتے تھے) مگر عوام کے لیے موہوم (یعنی شرک وغیرہ کے وہم کا باعث) ضرور ہے، اس واسطے خلافِ (احتیاط) ہے۔

پوچھا گیا کہ ہمارے شجرہ میں ''لفظِ مشکل کشا'' موجود ہے؟ فرمایاں، ہاں، اور وہ شجرہ حضرت حاجی (امداداللہ) صاحب کا ہے، بزرگوں کی نظر بہت عالی (اوراونچی) ہوتی ہے، ذرا ذرا سی بات کی طرف نہیں جاتی، اس کے مفسدہ کی طرف نظر نہیں گئی، بنا برشہرت لکھدیا (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۲۰، ص۴۳، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ

(اشاعت:1425ہجری)

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے کتنے احسن طریقہ پر اس مسئلہ کا جواب دے دیا، بزرگوں کی بے ادبی بھی لازم نہیں آئی، اوران کی خلافِ احتیاط تقلید واتباع سے بھی ایک طرح سے حفاظت ہوگئی۔

لیکن آج بہت سے مشائخ کو ان مفاسد کی طرف توجہ نہیں، اور اگر کوئی ان چیزوں کی طرف توجہ دلائے، یا شجرہ میں اس قسم کے الفاظ کے استعمال کو عوام الناس کے لیے خلافِ احتیاط قرار دے، تو اسے اکابر کا مخالف اور بے ادب وغیرہ قرار دیا جاتا ہے، اس طرح کی باتیں کم علمی اور تعصب وتشدد وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

051-4455301
051-4455302

Sweet Palace

سویٹ پیلس

SWEET PALACE

Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

سائنسی بنیاد پر رؤیتِ ہلال کے فیصلے کا حکم

یوں تو ہمارے وطن میں بعض لوگوں کی طرف سے ہر سال ہی رمضان وعید الفطر کے موقع پر انتشار سامنے آتا ہے، اور جب سے مادر پدر آزاد میڈیا کا دور شروع ہوا، اس وقت سے اس انتشار میں مزید اضافہ ہوگیا۔

لیکن اس سال 1440ہجری-2019عیسوی کو رمضان اور عید کے موقع پر عجیب وغریب قسم کی انتشاری صورتِ حال سامنے آئی۔

جس کی وجہ یہ بنی کہ پہلے تو تحریکِ انصاف اور وزیر اعظم عمران خان صاحب کی موجودہ حکمران جماعت کے ایک وزیر صاحب نے یہ بیان دیا کہ چاند کا اعلان اور فیصلہ کرنے کے لیے رؤیتِ ہلال کمیٹی کو چاند دیکھنے اور اس کا فیصلہ واعلان کرنے اور اس پر قوم کا پیسہ خرچ کرنے کی خاطر خواہ ضرورت نہیں، بلکہ اس کا فیصلہ بآسانی پہلے سے ہی سائنسی بنیادوں پر کیا جاسکتا ہے، لہٰذا سائنسی بنیادوں پر چاند کے فیصلے کی کوشش کی جائے، جس کی بناء پر ملک میں مختلف ایام میں منائی جانے والی عید کا انتشار ختم ہوجائے گا، اور پورے ملک میں ایک ہی دن عید ہوگی، اور انہوں نے پہلے سے ہی عید کے دن کا بھی اعلان کردیا، اور بتلایا کہ وہ پانچ سال کے لیے قمری کلینڈر تیار کرچکے ہیں۔

پھر اس کے بعد اسی حکومت کی خیبر پختونخوا کی صوبائی حکومت کے گورنر اور وزیرِ اعلیٰ نے مرکزی حکومت اور مذکورہ وزیر کے برعکس ایک دن قبل ہی عید الفطر منائی۔

یہ طرزِ عمل شرعی اصول وقواعد سے مطابقت نہیں رکھتا۔

اس موضوع پر تفصیلی روشنی تو کسی فرصت کے موقع پر ڈالی جاسکے گی، اس وقت مختصر انداز میں یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ احادیث میں اس بات کی پوری طرح صراحت اور وضاحت کردی گئی ہے کہ قمری مہینہ، کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے، جب تم انتیس دن کے بعد چاند کو دیکھ لو،

تو رمضان کا روزہ رکھو، اور عید الفطر مناؤ، اور اگر تم پر ابر آلود ہو جائے، تو تم تیس دن پورے کرو۔ [1]

اور یہ بات ممکن ہے کہ کسی وقت سائنسی اعتبار سے چاند کا دیکھا جانا ممکن اور بہت زیادہ ممکن ہو، لیکن موسم کے ابر آلود ہونے کی وجہ سے وہ دکھائی نہ دے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ موسم کے ابر آلود ہونے کا تعلق، خود چاند کے سیارے سے نہیں، بلکہ زمین کے سیارے سے ہے، لیکن سائنسی بنیاد پر چاند کے اپنی جگہ اُفق پر موجود ہونے اور ابر آلود نہ ہونے کی صورت میں نظر آنے کے پورے امکان کے باوجود، شریعت نے انتیس دن ہونے پر رمضان کا روزہ رکھنے یا عید الفطر منانے یا بالفاظِ دیگر قمری مہینے کی ابتداء کرنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ اس صورت میں تیس دن پورے کرنے کا حکم دیا۔

لہٰذا انتیس دن پورے ہونے پر سائنسی اعتبار سے رؤیتِ ہلال کے پوری طرح امکان ہونے، لیکن موسم کے ابر آلود ہونے کی وجہ سے اس کے نظر نہ آنے کی صورت میں قمری مہینے کے آغاز کر دینے کی رائے شریعت سے صراحتاً متصادم ہے۔

اسی لیے جمہور فقہائے کرام نے انتیس تاریخ کو چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیس دن پورے کرنے کا حکم دیا ہے۔

جبکہ بعض اوقات ایسا بھی ممکن ہے کہ انتیس تاریخ کو سائنسی اعتبار سے چاند نظر آنے نہ آنے کا امکان برابر ہو، اور کوئی ایک صورت بھی غالب وراجح نہ ہو، اس صورت میں سائنسی اعتبار سے چاند نظر آنے یا نہ آنے کا فیصلہ کرنا سائنسی اعتبار سے بھی ممکن نہیں ہوتا۔

---

[1] حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ قَالَ: إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ، لاَ نَكْتُبُ وَلاَ نَحْسُبُ، الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَعِشْرِينَ، وَمَرَّةً ثَلاَثِينَ (بخاری، رقم الحديث ١٩١٣)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً، فَلاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا العِدَّةَ ثَلاَثِينَ (بخاری، رقم الحديث ١٩٠٧)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا ثَلَاثِينَ (سنن النسائی، رقم الحديث ٢١١٨)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا (سنن النسائی، رقم الحديث ٢١١٩)

اور یہ بات ظاہر ہے کہ رمضان اور عیدین کا تعلق، مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے ہے کہ رمضان کے روزے، ہر عاقل وبالغ اور قادر مسلمان پر فرضِ عین ہیں، اوراس کے بعد عید کے تہوار کا تعلق بھی مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے ہے، اسی وجہ سے عید کے موقع پر اجتماعی طور پر نمازِ عید کوادا کرنے کا حکم ہے۔

لہٰذا اس اجتماعیت کو برقرار رکھنے کے لیے رؤیتِ ہلال کے فیصلے کو منظّم کرنے کی ضرورت ہے، جس کے لیے شریعت نے رؤیتِ ہلال کی گواہی اور شہادت کے نظام کو مقرر کیا ہے۔

پھر عام گواہی، جس کی حیثیت ''خبر'' کی ہوتی ہے، اس کے لیے تو ''مجلسِ قضاء'' ضروری نہیں، لیکن جس کو شریعت ''شہادت'' کا درجہ دیتی ہے، اس کے لیے ''مجلسِ قضاء'' ضروری ہے، جو کہ ''قاضی'' کے سامنے ہی اس کی ''مجلسِ قضاء'' میں ممکن ہے، اور فقہائے کرام نے رمضان کے چاند کے لیے تو عام ''گواہی'' یا ''خبر'' کو ایک درجے میں معتبر قرار دیا ہے، لیکن عید کے چاند کے لیے عام ''گواہی'' کے بجائے ''شہادت'' کو ضروری قرار دیا ہے۔

اور ہمارے یہاں ''مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی'' کے چیئرمین کو قانونی طور پر رؤیتِ ہلال کے اعتبار سے ''قاضی'' کا درجہ حاصل ہے، جس کی تفصیل ہم نے دوسرے مضامین میں تحریر کردی ہے، لہٰذا اس بناء پر اگر کسی نے انتیس شعبان کے بعد، رمضان کا چاند دیکھنے کا دعویٰ کیا، لیکن قاضی نے اس کی گواہی کو قبول نہیں کیا، تو اس دعویٰ کرنے والے کو خود اور جو اِس کی خبر پر اعتماد کرے، اس کو رمضان کا روزہ رکھنے کا حکم ہوگا، لیکن اس کی ''خبر'' دوسروں پر ''حجتِ ملزمہ'' نہیں ہوگی، اور اگر کوئی عید کے چاند کو دیکھنے کا دعویٰ کرے، تو خود اس کو اور اس کے دعویٰ پر اعتماد کرنے والے کو بھی اس وقت تک عید منانا جائز نہیں، جب تک کہ اس کی گواہی کو قاضی قبول نہ کرلے، ایسی صورت میں رؤیتِ ہلال کا دعویٰ کرنے اور اس پر اعتماد کرنے والے لوگوں کو عید منانے کے بجائے روزہ رکھنے کا حکم ہوگا، اگرچہ ان کے اکتیس روزے کیوں نہ ہوجائیں، اور ایسی صورت میں ان کا اکتیسواں روزہ، نفلی اور شعبان کے مہینے کا کہلائے گا۔

﴿بقیہ صفحہ 85 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مقالات ومضامین

مولانا محمد ریحان

کارل مارکس کا نظریہ اشتراکیت اور اسلام (قسط1)

کارل مارکس (Karl Marx) انیسویں صدی کا ایک جرمنی فلسفی ، ماہر معاشیات، مؤرخ، سیاسی مؤرخ، صحافی اور ایک اقتصادی ومعاشی انقلابی مہم کا قائد تھا۔اس کی جانی مانی کتابیں جو اس کی اقتصادی ومعاشی انقلابی مہم کا سرچشمہ تھیں،ان میں "The Communist Manisfesto" "Pamphlet" اور "Das Capital" کے تین حصے ہیں۔اس کے سیاسی اور فلسفی افکار نے تاریخ پر ایک گہرا اثر ڈالا، یہاں تک کہ اس کا نام بطور ایک معاشی اسکول کی عکاسی کرنے لگا (wikipedia\Karl-Marx)

کارل مارکس کے دو بنیادی تصورات جو کیمیونزم (اشتراکیت) اور سوشلزم (اجتماعیت) کے نام سے جانے مانے جاتے ہیں۔

کارل مارکس کے ان دونوں تصورات کمیونزم اور سوشلزم کو دنیا بھر میں جہاں اس وقت پزیرائی ملی وہیں یہ تصورات تنقید وتردید کا مقدر بنے۔ [1]

نظریہ اشتراکیت سرمایہ دارانہ نظام کی ضد اور نقیض تھا۔کارل مارکس نے جب یہ دیکھا کہ سرمایہ دارانہ نظام میں مزدور طبقہ کے حقوق کا استحصال اور ضیاع ہو رہا ہے تو اس نے اشتراکی نظریہ کی بنیاد رکھی۔

سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)

سرمایہ دارانہ نظام ایک ایسا اقتصادی نظام ہے جس میں پیداوار کے ذرائع نجی ملکیت میں ہوتے ہیں۔سرمایہ دارانہ نظام میں اقتصادی فیصلے نجی مالک کرتا ہے۔کارل مارکس نے اس نظریہ کو رد کیا اور

[1] مولانا زاہد الراشدی صاحب نے ۱۹۷۳ء میں ایک مضمون "اشتراکیت نہیں اسلام" لکھا جس میں کمیونزم اور سوشلزم کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اس کے تردید کی۔اس دور میں جب مولانا زاہد الراشدی صاحب نے یہ مضمون لکھا تو پاکستان میں بھی روٹی، کپڑا مکان کی آواز گونج رہی تھی۔اگر مذکورہ تصورات کی وقت پر روک تھام نہ کی جاتی تو بات کہاں سے کہاں جا پہنچتی۔

http://zahidrashdi.org/1279

کہا کہ اس نظام میں امیر طبقہ امیر سے امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے اور غریب طبقہ غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔امیر طبقہ اپنی مرضی سے اقتصادی فیصلے کرتا ہے اور ہر فیصلہ اپنے حق میں کر کے غریبوں کے حقوق کا استحصال کرتا ہے۔

نظریہ اشتراکیت (Communism)

نظریہ اشتراکیت سرمایہ دارانہ نظام کی نقیض اور ضد ہے۔اشتراکی نظام میں تمام ذرائع آمدن حکومت کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور سب لوگ حقوق میں مساوی تصور کیے جاتے ہیں۔حکومت سب لوگوں میں برابر دولت تقسیم کرتی ہے امیر اور غریب کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔

اشتراکی نظام میں گو کہ ذرائع آمدن سرمایہ دار طبقہ کے ہاتھ میں نہیں ہوتے مگر ایک اور طبقہ وجود میں آتا ہے جو ان سب کے سر پر بیٹھ کر ان سب کا استحصال کرتا ہے۔ [1]

طبقاتی نظام (Class system)

کارل مارکس کے نزدیک لوگوں کے طبقات دو قسم میں منقسم ہیں۔ایک امیر اور سرمایہ دار طبقہ (Bourgeoisie) جس نے ذرائع آمدن کی باگ ڈور سنبھالی ہوئی ہے۔دوسرا مزدور طبقہ (Proletariat) جو سرمایہ دار طبقہ کے تحت کام کرتا ہے۔کارل مارکس نے اس طبقاتی

[1] مولانا زاہد الراشدی صاحب لکھتے ہیں:

اشتراکی نظام عالم انسانیت کے مسائل کا حل نہیں اور راے صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ اشتراکی نظام میں ''محنت'' کو بنیادی درجہ حاصل ہے اور سرمایہ داری کی گنجائش نہیں۔کیونکہ اشتراکیت تو سرمایہ داری کی ایسی گھناؤنی شکل ہے جس میں محنت، سرمایہ کے دباؤ سے آزادی کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔فرق صرف یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ انفرادی طور پر محنت کا استحصال کرتا ہے مگر اشتراکیت میں وہی سرمایہ اجتماعیت اور حکومت کے ڈنڈے سے مسلح ہو کر محنت پر مسلط ہو جاتا ہے۔اور پھر محنت کار کا جو حشر ہوتا ہے اس کا سوشلسٹ ممالک خصوصاً روس کی رجعت قہقہری سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔محنت کار کی جو سرمایہ دارانہ نظام میں حیثیت ہے وہی اشتراکی نظام میں ہے، بلکہ اس سے بھی بدتر۔کیونکہ اشتراکی نظام میں حکومت سرمایہ دار کا فرض انجام دیتی ہے اور اس کے ہاتھ میں لاء اینڈ آرڈر کا ڈنڈا بھی ہوتا ہے۔اس لیے اس نظام میں تو محنت کار کے لیے آزادی کے ساتھ سانس لینے کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔

(http://zahidrashdi.org/1279)

نظام کی مخالفت کی اور کہا کہ طبقاتی نظام ختم ہوکر سب لوگوں کو یکجا ہوکر رہنا چاہئے جسے اس نے اجتماعیت (Socialism) سے تعبیر کیا۔

طبقاتی نظام اور اسلام

کارل مارکس بھی اسلام کی طرح طبقاتی نظام کی مخالفت کرتا ہے۔اسلام نے سب لوگوں کو اخوت کی لڑی میں پرویا ہے اور لوگوں کے مابین امتیاز کو ختم کیا ہے۔لیکن گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو کارل مارکس کی طبقاتی نظام کی مخالفت محض مادی ہے جس سے وقتی یکجہتی تو ہوسکتی ہے مگر دل کا کینہ، بغض وعداوت دور نہیں ہوسکتی۔اسلام ہی نے ایمان والوں کو اس اخوت، محبت مودت اور بھائی چارگی کے بندھن میں باندھا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (سورة الحجرات رقم الآية ١٠)

یقیناً مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں کے مابین صلح کروادیا کرو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے (القرآن)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی تفریق جو ظاہراً نظر آتی ہے اس کے بارے میں فرمایا کہ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (سورة الحجرات رقم الآية ١٣)

اے لوگو! بے شک ہم ہی نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہیں مختلف شاخوں اور قبیلوں میں بنادیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کرو، بے شک تم میں سے معزز ترین اللہ کے یہاں تم سے زیادہ تقویٰ والا ہے (القرآن)

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خطبہ حجۃ الوداع میں تمام انسانیت کو ایک قرار دیتے ہوئے رنگ نسل اور عربی عجمی کا فرق مٹادیا۔

چنانچہ حضرت ابونضرہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں انہوں نے بیان کیا جس نے ایامِ تشریق کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَـا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى أَبَلَّغْتُ "، قَالُوا: بَلَّغَ رَسُولُ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ "، قَالُوا: يَوْمٌ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ: " أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ "، قَالُوا: شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: " أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ "، قَالُوا بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ: " فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ بَيْنَكُمْ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ "۔قَالَ: وَلَا أَدْرِي قَالَ: أَوْ أَعْرَاضَكُمْ، أَمْ لَا ـ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَبَلَّغْتُ "، قَالُوا: بَلَّغَ رَسُولُ اللهِ، قَالَ: " لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (مسند أحمد ج۳۸ص ۴۷۴ رقم الحديث ۲۳۴۸۹) [1]

اے لوگو! خبردار بے شک تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا باپ ایک ہے، خبردار رہو کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے، اور نہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت ہے، مگر تقوی کی بنیاد پر (ان سب کو ایک دوسرے پر فضیلت ہے) ، کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟ صحابہ نے فرمایا اللہ کے رسول نے پہنچا دیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ نے فرمایا کہ یہ حرمت والا دن ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا کہ یہ حرمت والا مہینہ (ذی الحجہ) ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا کہ یہ حرمت والا شہر ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے خون اور مالوں کو حرام کر دیا ہے (راوی کہتے ہیں کہ مجھے

---

[1] قال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح: إسماعيل: هو ابن عُلَيَّة، وسعيد الجريري: هو ابن إياس، وأبو نضرة: هو المنذر بن مالك بن قطعة العبدي (حاشية مسند احمد)

معلوم نہیں شاید یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہاری عزتیں بھی) تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح، (جو) تمہارے اس (حرمت والے) مہینے میں (ہے)، تمہارے اس (حرمت والے) شہر میں، کیا میں پہنچا دیا؟ صحابہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول نے پہنچا دیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ حاضر غائب کو پہنچا دے (مسند احمد)

صرف یہی نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا اور اس میں بڑی ہی لطیف تعبیر استعمال فرمائی کہ مسلمانوں کا آپسی تعلق احساسات اور جذبات کے حوالے سے ایک دوسرے کے ساتھ کیسا ہونا چاہئے۔ چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

الْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ، إِذَا اشْتَكَى رَأْسُهُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ (مسند احمد ج ۳۰ ص ۸۱ رقم الحدیث ۱۸۴۳۳) [1]

ایمان والے ایک مرد (کے جسم) کی مانند ہیں، جب اس کے سر میں اسے شکایت ہوتی ہے تو سارا جسم اس کے بخار کو محسوس کرتا ہے اور جاگتا ہے (مسند احمد)

ایک اور روایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

الْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ، إِذَا اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ، وَإِنْ اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ (مسند احمد ج ۳۰ ص ۳۸۱ رقم الحدیث ۱۸۴۳۴) [2]

تمام ایمان والے ایک آدمی (کے جسم) کی مانند ہیں، جب اس کے سر کو کوئی شکایت ہوتی ہے تو سارے بدن کو بھی اس کی شکایت ہوتی ہے، اور اگر اس کی آنکھ کو کوئی

---

[1] قال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين .وكيع: هو ابن الجراح، والأعمش: هو سليمان بن مهران، والشعبي: هو عامر بن شراحيل.وأخرجه ابن أبي شيبة 13/253، ومسلم (67) (2586) وابن منده في "الإيمان (318) "، والبغوي في "شرح السنة (3460) "من طريق وكيع، بهذا الإسناد (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الأرنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

شکایت ہوتی ہے تو سارے بدن کو بھی شکایت ہوتی ہے (مسند احمد)

مسلمانوں کی آپسی بغض وعداوت اور ایک دوسرے سے نفرت، ایک دوسرے کو حقیر سمجھنے ایک دوسرے سے منہ موڑ کر جانے اور ایک دوسرے کے ساتھ ایسی خرید وفروخت کرنے جس میں لڑائی جھگڑا ہو، اس سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما کر ایک دوسرے کو بھائیوں کی طرح ہو جانے کی تاکید فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ (صحیح مسلم ج۴ ص۱۹۸۶ رقم الحدیث ۲۵۶۴ کتاب البر والصلة والآداب، بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ہی تناجش کرو (تناجش بیع کی ایک قسم ہے) اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا تقوی یہاں ہے کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ایک مسلمان دوسرے مسلمان

پر پورا پورا احرام ہے اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو (مسلم)

ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الـمُسـلِـمُ أَخُو المُسلِمِ لا يَظلِمُهُ وَلا يُسلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَـانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنهُ كُرْبَةً مِنْ كُـرُبَـاتِ يَـوْمِ الـقِيَـامَةِ، وَمَـنْ سَتَـرَ مُسلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ (صحیح البخاری ج۳ص ۱۲۸ رقم الحدیث ۲۴۴۲ کتاب المظالم والغصب،باب: لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو ظالم کے حوالہ کرے،(کہ اس پر ظلم کرے) اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کی فکر میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو شخص مسلمان سے اس کی مصیبت کو دور کرے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتیں اس سے دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی، تو اللہ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی کرے گا (بخاری)

(جاری ہے............)

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

بسلسلہ: تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاخریٰ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۰۳ھ: میں حضرت زین الدین ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ابراہیم بن لاجین رشیدی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(المنهل الصافي والمستوفي بعد الوافي ليوسف بن تغرى، ج۷ص ۲۲۸، المقفى الكبير للمقريزى، ج۴ص ۴۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۰۳ھ: میں حضرت ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عرفہ ورغمی مالکی تونسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذيل التقييد فى رواة السنن والأسانيد للفاسى، ج ۱ ص ۲۳۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۰۵ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ ابو البقاء بہرام بن عبد اللہ بن عبد العزیز بن عمر بن عوض دمیری مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(المقفى الكبير للمقريزى، ج ۲ ص ۲۹۸)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۰۶ھ: میں حضرت اسماعیل بن علی بن محمد بقاعی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(إنباء الغمر بأبناء العمر لابنِ حجر، ج ۲ ص ۲۷۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۰۹ھ: میں حضرت شرف الدین ابو بکر بن محمد بن اسحاق سلمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(إنباء الغمر بأبناء العمر لابنِ حجر، ج ۲ ص ۳۶۴)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۱۱ھ: میں حضرت جمال الدین ابو حفص عمر بن ابراہیم بن محمد بن عمر بن عبد العزیز ابن ابی جرادۃ حنفی عقیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(شذرات الذهب فى أخبار من ذهب لابى الفلاح عبدالحيى عكرى حنبلى، ج ۹ ص ۱۳۸)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۱۳ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن محمود بن محمود بن محمد بن عمر خوارزمی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(بغية الوعاة فى طبقات اللغويين والنحاة للسيوطى، ج ۱ ص ۲۴۱)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۱۵ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن محمد بن عماد بن علی مصری مقدسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(شذرات الذهب فى أخبار من ذهب لابى الفلاح عبدالحيى عكرى حنبلى، ج ۹ ص)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۱۹ھ: میں قاضی القضاۃ حضرت محمد بن ابی بکر بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعداللہ شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ للسیوطی، ج ا ص ٦٦)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۲۱ھ: میں حضرت قاضی شہاب الدین احمد بن عبداللہ قلقشندی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج ا ص ۳۵۲،المقفی الکبیر للمقریزی، ج ا ص ۲۱۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۲۳ھ: میں حضرت ابوالفتح قاضی شرف الدین موسیٰ بن محمد بن نصر بعلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیۃ لابن قاضی الشبہۃ ،ج۴ص ۱۱۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۲۹ھ: میں حضرت تقی الدین ابوبکر بن محمد بن عبدالمؤمن حصنی دمشقی حسینی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیۃ لابن قاضی الشبہۃ ،ج۴ص۷۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۳۱ھ: میں حضرت شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالدائم بن موسیٰ عسقلانی برماوی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیۃ لابن قاضی الشبہۃ ،ج۴ص ۱۰۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۳۳ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن علی بن ابراہیم بن عدنان بن جعفر بن محمد بن عدنان حسینی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج ا ص۴۰۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۳۵ھ: میں حضرت زین الدین عمرو بن ابی بکر بن عیسیٰ بن عبدالحمید مغربی بصراوی نحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ للسیوطی، ج۲ ص ۲۱٦)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۳۷ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن حسین بن عروہ حنبلی موصلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الجوہر المنضد فی طبقات متأخری أصحاب أحمد لابن المبرد، ج ا ص ۹۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۳۹ھ: میں حضرت عبدالملک بن علی بن ابی المنی بن عبدالملک بن عبداللہ بابی حلبی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ للسیوطی، ج۲ ص ۱۱۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۴۰ھ: میں حضرت مجد الدین ابوالطاہر محمد بن محمد بن علی بن ادریس بن احمد بن محمد بن عمر علوی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(شذرات الذہب فی أخبار من ذہب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج ۹ ص ۳۴۴)

علم کے مینار — اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط9) — مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ اسلامی کی تدوین وترویج میں خواتین کا حصہ (حصہ چہارم)

گزشتہ اقساط میں امہات المومنین میں سے سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ، سیدہ صفیہ، سیدہ حفصہ، سیدہ ام حبیبہ، سیدہ جویریہ، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنھن اجمعین کے حالات اوران کی دینی خدمات کا اختصار کے ساتھ ذکر ہوا۔

ذیل میں اب باقی امہات المومنین یعنی حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت زینب بنت جحش اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنھن کا ذکر کیا جاتا ہے، یہ ازواجِ مطہرات بھی دینی علم میں حظِّ وافر رکھتی تھیں، اوران سے بھی احادیث وروایات منقول ہیں، مگر علمی خدمات میں ان کا درجہ گزشتہ امہات المومنین سے کم ہے۔

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا قریشی صحابیہ ہیں، قریش کے قبیلے ''عامری'' سے تعلق ہے، ابتدائے اسلام میں اپنے شوہر سکران کے ساتھ مسلمان ہوئیں، دونوں میاں بیوی نے مکی دور میں مشرکین کی طرف سے سختیاں جھیلیں، ہجرت حبشہ میں بھی دونوں میاں بیوی شامل تھے، ایک روایت کی رُو سے حبشہ سے واپس آ کر مکہ میں (ہجرت مدینہ سے پہلے) آپ کے شوہر فوت ہوئے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے عقد میں آئیں، جبکہ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو چکی تھی، حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد یہ پہلی خاتون ہیں جو حریمِ نبوی میں شامل ہوئیں، اوراس طرح تین سال یا اس سے زائد عرصہ تک آپ حریمِ نبوی میں تنہا رہیں، یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبوت کے دسویں سال رمضان

المبارک کے مہینہ میں ہوا، یہاں تک کہ آپ نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ مدینہ ہجرت بھی کی، اور پھر وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ سے بہت سی احادیث منقول ہیں، اور امام بخاری نے بھی آپ سے مروی حدیث کی تخریج کی ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ تفصیل کے مطابق آپ سے کل 5 احادیث مروی ہیں، جن میں سے ایک روایت امام بخاری اور دوسری کو امام مسلم نے اپنی صحیحین درج کیا ہے، آپ سے روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن عباس، اور یحییٰ بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

آپ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری حصہ میں ہوئی (واضح رہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات 23ھ میں ہوئی) اور ایک روایت کے مطابق آپ کی وفات سن 24ھ میں شوال کے مہینے میں ہوئی، اور امام واقدی فرماتے ہیں کہ یہی روایت ہمارے نزدیک ثابت شدہ ہے۔

آپ نہایت شریف، معزز اور عمر رسیدہ خاتون تھیں، حقوق العباد کا خاص خیال رکھنے والی تھیں، جب آپ عمر رسیدہ ہوگئیں، تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: میں نے سودہ بن زمعہ سے زیادہ اپنے نزدیک محبوب کوئی عورت نہیں دیکھی، اور میں یہ پسند کرتی ہوں کہ میں ان کے جسم کا حصہ ہوتی، ان کے مزاج میں تیزی تھی، پس جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دن کی باری عائشہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ سے اپنی باری کا دن عائشہ کو دے دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے لیے دو دن تقسیم فرمائے، ایک دن تو حضرت عائشہ کا، اور دوسرا دن حضرت سودہ والا (مسلم، حدیث نمبر 1463 ''47'')

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے، تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے، چنانچہ جس کے نام قرعہ نکل آتا، اس کو اپنے ساتھ لے جاتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج میں سے ہر ایک کے لیے ایک دن اور رات تقسیم فرمایا

کرتے تھے، سوائے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے دن کے، کیونکہ انہوں نے اپنی باری والا دن اور رات حضرت عائشہ کو ہبہ کر دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنے کے لیے (بخاری، حدیث نمبر 2593)

چنانچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ آیت:

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا (سورة النساء، رقم الآية 128)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے اسی واقعہ کے ضمن میں ہی نازل ہوئی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں آپ سے مروی تین روایات کو ذکر کیا ہے، جن میں پہلی روایت حج بدل، دوسری کھال کو مشکیزہ بنانے اور تیسری مسئلہ میراث سے متعلق ہے۔

اس طرح امت کو آپ کے مذکورہ واقعہ اور روایات سے بہت سی تعلیمات حاصل ہوئیں۔

(ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء، ج۲، ص ۲۶۹، تحت الترجمة: سودة ام المومنين بنت زمعة، تهذيب الكمال، ج۳۵، ص ۲۰۳، الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ج۸، ص ۴۲، تحت رقم الترجمة: 4127)

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

سیدہ زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا کا شجرہ نسب "زینب بنت خزيمه بن عبدالله بن عمر بن عبدمناف" ہے، آپ امہات المومنین میں سے ہیں، غریب و نادار کو کثرت سے کھانا کھلانے اور ان پر صدقہ کرنے کی وجہ سے "ام المساکین" کے لقب سے مشہور تھیں، اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں شریک سوتیلی بہن ہیں۔

پہلے آپ طفیل بن حرث کے نکاح میں تھیں، ان سے طلاق ہوئی، صحیح روایت کے مطابق پھر آپ کا نکاح ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ کے بھائی عبداللہ بن جحش سے ہوا، چنانچہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں جامِ شہادت نوش کیا۔

پھر عدت گزارنے کے بعد سن 3 ہجری میں آپ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں، اور چند ماہ بعد ہی آپ کی وفات ہوگئی، اس طرح حرمِ نبوی میں چند ماہ ہی رہیں، حضرت خدیجہ الکبریٰ کے

بعد یہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فوت ہوئیں، روایات کے مطابق آپ کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف 30 سال تھی، آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

(ملاحظہ ہو: الاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر، ج۸، ص ۱۵۷، تحت رقم الترجمة: 11236، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، تحت رقم الترجمة: 4133، تهذیب الکمال، ج۱، ص۲۰۴، الاعلام للزرکلی، ج۳، ص ٦٦)

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی پھوپھی زاد بہن بھی ہیں، آپ کی والدہ کا نام ''اُمیمہ بنت عبدالمطلب بن ھاشم '' ہے، حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بھی ہیں، آپ ہی کی بہن ہیں، سیدہ زینب بنت جحش سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں۔

پہلے نبی علیہ السلام کے متبنیٰ (لے پالک بیٹے) حضرت زید بن حارثہ کے نکاح میں آئیں، نباہ نہ ہوسکا، طلاق ہوئی، بحکم ربی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے نکاح میں آئیں، ان کا اور حضرت زید کا واقعہ حضرت زید کے نام کی صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں سورہ احزاب میں مذکور ہے۔

چنانچہ سورہ احزاب میں ارشاد ہے کہ:

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِی أَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَأَنْعَمْتَ عَلَیْہِ أَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ ......فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِنْھَا وَطَرًا زَوَّجْنَاکَھَا (سورہ احزاب، رقم الآیة ۳۷)

ترجمہ: اور (اے محمد) یاد کیجیے جب آپ نے اس شخص سے کہا، جس پر اللہ نے انعام فرمایا تھا، اور اس پر آپ نے بھی (انعام) فرمایا تھا کہ تو روکے رکھ اپنی بیوی (زینب) کو (اپنی زوجیت میں) اور اللہ سے ڈر...... پھر جب (آپ کے متبنیٰ) زید نے اسے طلاق دینے کی غرض پوری کرلی، تو ہم نے اس کا نکاح آپ سے کردیا (سورہ احزاب)

پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے نبی کے ساتھ قرآن مجید کی نص کے ذریعہ فرمادیا، چنانچہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ اپنے اس سعادت والے نکاح پر دوسری امہات المومنین پر فخر فرمایا کرتی تھیں، اور کہا کرتی تھیں کہ آپ سب کا نکاح آپ کے اہل وعیال

نے کیا، جب کہ میرا نکاح اللہ نے عرش پہ کیا۔

آپ نیک بخت، متقی و پرہیزگار، معزز اور کثرت سے سخاوت کرنے والی خاتون تھیں۔

اور آپ سے مروی روایات کو صحاح ستہ میں لیا گیا، امام ذہبی کے مطابق آپ سے کل 11 احادیث مروی ہیں، اور آپ کی روایات کو امام بخاری اور مسلم نے بالاتفاق نقل کیا ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ''کتاب الجنائز'' میں ''عورت کا کسی غیر کی فوتگی پر سوگ کرنے'' سے متعلق مشہور حدیث آپ سے مروی ہے، اور ایک حدیث ''کتاب الفتن'' میں یاجوج ماجوج سے متعلق ہے، اور اسی طرح صحیح مسلم میں بھی ''کتاب الجنائز'' میں سوگ کرنے سے متعلق یہی مشہور حدیث موجود ہے۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن جحش شامل ہیں، اور اسی طرح سیدہ ام حبیبہ اور زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنھما بھی شامل ہیں، آپ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سن 20 ہجری میں ہوئی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(ملاحظہ ہو: سير اعلام النبلاء، ج۲، ص ۲۱۱، تحت الترجمة: زينب بنت جحش بن رياب أم المؤمنين)

(جاری ہے)

TOYOTA GENUINE PARTS

حافظ احسن: 0322-4410682

HONDA GENUINE PARTS

اشرف آٹوز

ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں

4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555

حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313-4410682
0333-4410682

ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

تذکرۂ اولیاء — حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط35) — مفتی محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کی خشیتِ الٰہی اور مسلمانوں کو نصیحت

احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات کے آخری دور میں، جبکہ اسلامی سلطنت اور مسلمان رعایا بہت وُسعت حاصل کرچکی تھی، آپ رضی اللہ عنہ بڑھاپے کی عمر میں تھے، اس حال میں آپ کو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں افراط وتفریط ہونے اور مسلمان رعایا کے منتشر ہونے کا خوف ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے محفوظ رہنے کی دعاء فرمائی، اور مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور گمراہی سے بچنے کی نصیحت فرمائی، اور یہ واقعہ آپ کی عمر کے آخری سفرِ حج سے واپسی کے موقعہ پر پیش آیا۔

چنانچہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے:

لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى، أَنَاخَ بِالْأَبْطَحِ. ثُمَّ كَوَّمَ كَوْمَةً بَطْحَاءَ. ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَائَهُ وَاسْتَلْقَى. ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّي. وَضَعُفَتْ قُوَّتِي. وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِي. فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ. ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ. قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ. وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ. وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ. إِلَّا أَنْ تَضِلُّوا بِالنَّاسِ يَمِيناً وَشِمَالاً (موطاء مالک، رقم الحدیث ۶۹۲، روایۃ محمد بن الحسن، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج۳، ص ۳۳۴)

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ جب منیٰ سے واپس ہوئے، تو انہوں نے ابطح مقام پر اونٹ بٹھایا، سنگریزے جمع کرواکر اُن پر اپنی چادر کا کنارہ بچھادیا، اور اس پر لیٹ گئے، اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرکے فرمایا:

اے اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے، اور میری قوت کم ہوگئی ہے، اور رعایا پھیل گئی ہے،

لہٰذا آپ مجھے بغیر اس کے کہ کچھ ضائع کردوں، یا کچھ گھٹادوں، اپنے پاس اُٹھالیجئے، پھر جب عمر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے، تو لوگوں کو خطبہ دیا، اور فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے لئے سُنن مسنون کردی گئیں، اور فرائض فرض کردیے گئے ہیں، اور تم لوگ کھلے راستے میں چھوڑ دیے گئے ہو، اب تم لوگ دائیں بائیں کے راستوں میں گمراہ نہ ہوجانا (موطاء، ابنِ سعد)

اس طرح کی روایت الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت عثمان بن ابوعاص سے روایت ہے:

عن عمر بن الخطاب قال: اللهم كبرت سني ورق عظمي وخشيت الانتشار من رعيتي فاقبضني إليك غير عاجز ولا ملوم (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ذكر استخلاف عمر رضي الله عنه، ج٣، ص٣٣٤) [2]

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ! میری عمر بڑھ گئی ہے، ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں، اور مجھے اپنی رعایا کے منتشر ہونے کا خوف ہے، پس مجھے بغیر عاجز ہوئے، اور بغیر نشانِ ملامت بنے اُٹھالیجئے (ابن سعد)

اس طرح کی روایت اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهري عن ابن المسيب أو غيره قال لما نزل عمر بالبطحاء جمع كومة من بطحاء ثم بسط عليها إزاره ثم اضطجع ورفع يديه فقال اللهم كبرت سني ورق عظمي وضعفت قوتي وخشيت الانتشار من رعيتي فاقبضني إليك غير عاجز ولا مضيع قال ثم قدم المدينة – حسبته – قال فما انسلخ الشهر حتى مات (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٢٠٦٣٩، باب تمني الموت)

[2] قال المحقق عبد العزيز بن محمد بن عبد المحسن: ابن الجوزي، مناقب، وابن شبه: تاريخ المدينة، ابن سعد: الطبقات وإسناده صحيح إلى سعيد بن المسيب (محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب لابن المبرد الحنبلي المتوفى: 909 هـ، ج٣، ص٧٩٤، الباب السابع والسبعون: طلبه الموت خوفا من عجزه عن الرعية)

[3] عن سعيد بن أبي العاص قال رصدت عمر ليلة فخرج إلى البقيع وذلك في السحر فأتبعته فاسرع فأسرعت حتى انتهى إلى البقيع فصلى ثم رفع يديه فقال اللهم كبرت سني وضعفت قوتي وخشيت الانتشار من رعيتي فاقبضني إليك غير عاجز ولا ملوم فما يزال يقولها حتى أصبح (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ٢٠٦٣٨، باب تمني الموت)

مذکورہ روایات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خشیتِ خداوندی معلوم ہوئی۔

جبکہ بعض احادیث میں موت کی تمنا کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا فَلْيَقُلْ:

اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي (مسلم، رقم الحديث "١٠" ٢٦٨٠، باب كراهة تمنى الموت لضر نزل به)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی کسی مصیبت کے آجانے کی وجہ سے موت کی تمنا (اور خواہش) نہ کرے، اور اگر اسے ضرور ہی موت کی خواہش کرنا ہو تو یہ کہے کہ:

اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ، اور جب میرے لئے وفات بہتر ہو تو مجھے وفات دیدے (مسلم)

اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ احادیث وروایات کی روشنی میں دنیاوی مصائب کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا ناپسندیدہ ومکروہ ہے، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ دعاء دراصل دنیاوی مصائب کی وجہ سے نہیں تھی، بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوتاہی سے حفاظت کے لئے تھی۔ [1]

---

[1] فإن قيل: فإذا كان هكذا، فمال عمر رضى الله عنه تمنى الموت؟

قيل: [أ] الجواب عن ذلك: أن غير عمر يرجو أن لا يزيده عُمُره إلا خيراً من زيادة العمل ونحو ذلك، وأما عمر فخاف أن يضعف عن أمر المسلمين، ولا يقدر على القيام بمصالحهم فظنّ التقصير فى العمل ببقائه، فلهذا تمنى ذلك .ولأن عمر كان لا يعد عمله إلا الذى قد عمله فى حياة النبى صلى الله عليه وسلم، وكان يتمنى أن يخلص له عمله الذى عمله فى حياة النبى صلى الله عليه وسلم، ويذهب ما عمله بعد وفاة النبى صلى الله عليه وسلم، وذلك قدكان فى حال قوّته على العبادة واجتهاده، فلما حصل له الكبر والضعف خاف من التقصير .والله أعلم (محض الصواب فى فضائل امير المؤمنين عمر بن الخطاب، ج٣، ص٧٩٨، كذا فى فتح البارى لابن حجر، تحت رقم الحديث ٥٦٧١، قوله باب تمنى المريض الموت)

پیارے بچو!

مولانا محمد ریحان

ٹوتھ پیسٹ کی ٹیوب!

پیارے بچو!ایک بچہ تھا۔اس کا نام سلیم تھا۔

وہ بچہ چھوٹا تھااور تھوڑا شرارتی بھی تھا۔اس کی عمر تقریبا دو سال تھی۔

وہ تمام گھر والوں کو اپنی شرارتوں سے ہر وقت آگاہ رکھتا اور سارے گھر والے اس کی شرارتوں کی وجہ سے ہر وقت چوکنے رہتے۔سلیم ہر وہ چیز اٹھالیتا جس تک اس کی رسائی ہوتی تھی۔اس لیے ضروری تھا کہ سارے اس پر اپنی توجہ رکھتے تاکہ وہ کوئی ایسی خطرناک چیز نہ اٹھالے جو اسے نقصان پہنچادے۔

ایک دن غسل خانے (واش روم) کا دروازہ غلطی سے کھلا رہ گیا اور سلیم کی والدہ مطبخ (کچن) میں گھر کے کاموں میں مشغول تھیں۔

سلیم غسل خانے میں داخل ہوا اور اس نے ایک پائپ نما لال رنگ کی ٹیوب دیکھی جس کے اندر دانت صاف کرنے والی پیسٹ تھی۔اور وہ پیسٹ کسی سے نیچے ہی گر گئی تھی۔سلیم کو لال رنگ نے اپنی طرف مائل کیا اور اس نے وہ پیسٹ ہاتھ میں اٹھالی۔

بدقسمتی سے اس پیسٹ کا ڈھکن کھلا رہ گیا تھا۔اس طرح وہ اس پیسٹ کو جتنا دباتا اس میں سے لال رنگ کی پیسٹ نکلنی لگتی۔وہ لال رنگ کی پیسٹ دیکھ کر اور خوش ہوگیا۔پھر جب وہ اور دباتا تو اس میں سے اور پیسٹ نکلنے لگتی۔

اس نے لال رنگ کی پیسٹ سے غسل خانے کی دیوار پر نقش و نگار بنانا شروع کردیئے۔

سلیم کو یہ سب کرتے ہوئے بہت مزہ آرہا تھا۔

اب سلیم زمین پر گھٹنوں کے بل گھسٹ کر چلنے لگا اور ساتھ ساتھ زمین اور گھر کی دیواروں پر مختلف قسم کے نقش و نگار بنانے لگا۔

وہ غسل خانے سے نکلا اور اس نے ہاتھ میں پیسٹ پکڑی ہوئی تھی۔وہ درمیان والے کمرے میں

پہنچااوراِدھر بھی نقش ونگار بنانے لگا۔پھراپنی والدہ کے کمرہ میں داخل ہوا۔
سلیم قریب ہی لگے ہوئے شیشے کے قریب ہوااور آئینہ میں اپنی شکل دیکھنے لگا۔اس نے اپنے آپکو بڑا ہی خوش نصیب خیال کیا کہ اس کو یہ سب کرنے کا موقع مل رہا ہے۔
سلیم اب آئینہ پر بھی پیسٹ سے نقش ونگار بنانے لگا۔یہ وقت اس کے بڑے بھائی کے مدرسے سے آنے کا تھا۔
جب اس کا بھائی کمرہ میں داخل ہواتو اس نے دیواروں پر نقش ونگار بنے ہوئے دیکھے تو وہ بہت پریشان ہوااور نقش ونگار کے پیچھے جانے لگااور اپنی والدہ کے کمرہ میں جا پہنچا۔اس کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ سلیم کو کیا کہے۔وہ اپنے ہوش کھو بیٹھا تھا۔وہ کھڑا بس سلیم کو ہر چیز کو خراب کرتے دیکھ رہا تھا۔
سلیم کا بڑا بھائی اس پر زور سے چلایا۔اس کی آنکھیں غصے سے لال ہوئی تھیں اوراس کا چہرہ غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔سلیم کے بڑے بھائی کے چیختے ہی سلیم جو کررہا تھااس سے رک گیااور خوف سے کانپنے لگا۔اس کواس چیز کا علم ہی نہیں تھا کہ کوئی اسے کھڑا دیکھ رہا تھا۔اس نے پیسٹ زمین پر پھینک دی اورزورزور سے رونے لگا۔
سلیم کی زوردار آواز سن کراس کی والدہ جلدی سے آ گئی۔اس نے دیکھا کہ سارا کمرہ خراب ہو گیا ہے اور پیسٹ سلیم کے سامنے پڑی ہوئی ہے۔اس سے پہلے کہ سلیم کی والدہ کچھ کہتی سلیم کے بڑے بھائی نے کہا:

''دیکھیئے ،اس نے کیا کر دیا ہے،سارا جہاں اس نے پیسٹ سے بھر دیا ہے''

سلیم کی والدہ نے بھی یہ سب کچھ دیکھ لیا تھا۔لیکن وہ سلیم کے پاس آئی اوراس پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔پھراس کے ہاتھ اور منہ صاف کیااور سلیم کو کمرے میں بٹھا دیا۔پھر سلیم کے بڑے بھائی سے کہا:

''سلیم کچھ نہیں جانتا کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اسے بتائیں کہ کیا کرنا اس کے لیے فائدہ مند ہے اور کیا کرنا اس کے لیے نقصان دہ ہے۔وہ چھوٹا بچہ ہے اور آپ کو چاہئے کہ اس پر چیخ وپکار مت کیا کرو۔

سلیم کے بڑے بھائی کو اپنی والدہ کی بات سمجھ میں آ گئی۔ اور اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ فوراً وہ غسل خانے میں گیا اور اپنا دانت صاف کرنے والا برش اور پیسٹ لے آیا۔ وہ برش اور پیسٹ سلیم کے سامنے کرنے لگا اور تھوڑی سی پیسٹ برش پر لگائی اور کہا:

''دیکھو سلیم! یہ پیسٹ دانت صاف کرنے کے لیے ہوتی ہے''

پھر یہ کہہ کر وہ اپنے دانت صاف کرنے لگا۔

سلیم نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا اور ساری بات سمجھ گیا۔ پھر سلیم نے بھی اپنے ہاتھ میں ٹوتھ برش اٹھایا اور تھوڑا سا مسکرایا۔ پھر اس نے بھی اپنے دانتوں کو صاف کرنا چاہا۔

پیارے بچو! بڑوں کو چاہئے کہ وہ چھوٹوں سے نرم اور مہذب لہجے میں بات کریں اور یہ بھی چاہیے کہ وہ اس طرح ان کے طرز کو ظاہر کریں جس سے بچوں کو بات سمجھ بھی آ جائے اور وہ اس سے خوف زدہ بھی نہ ہوں۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط24) مفتی طلحہ مدثر

ازدواجی تعلقات میں خواتین کے اختیارات

معزز خواتین! نکاح کے زوجین پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے ایک باہم خصوصی تعلقات کا جائز ہونا بھی ہے، اور یہ حق جس طرح خاوند اور شوہر کو حاصل ہے اسی طرح بیوی کو بھی حاصل ہے، خصوصی تعلقات کے مقاصد میں ایک مقصد نسل کا تحفظ ہے اور اولاد کا حصول ہے، جو بقائے نسل کا ذریعہ ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی، چنانچہ سورہ مریم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا منقول ہے:

هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا(سورة مريم،٥،٦)

ترجمہ: آپ مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما دیجیے، جو میرا وارث بنے اور یعقوب کی اولاد کا بھی، اور اے رب آپ اسے پسندیدہ بنا دیجیے(مریم)

اسی طرح ایک مقصد جائز اور حلال طریقے کے مطابق حصولِ لذت اور خواہش کی تکمیل ہے، دنیاوی اعتبار سے تو نکاح کے اور بھی مقاصد ہو سکتے ہیں، لیکن جنت میں صرف یہی ایک مقصد باقی رہ جائے گا، کیونکہ وہاں توالد وتناسل کا سلسلہ ختم ہو جائے گا، زوجین کے خصوصی تعلقات کے حوالے سے شریعت نے خواتین کو کیا اختیارات دیے ہیں، اسی کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

حلال طریقے سے خواہش کی تکمیل عبادت ہے!

اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ وہ اپنے بندوں کو نیکیاں دینے اور ثواب عطا کرنے کے بہانے تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا دین عطا فرمایا ہے جو فطری تقاضوں کے مطابق ہے اور انسانی ضروریات وخواہش کی تکمیل کی جائز طریقہ سے اجازت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دین میں کوئی ایسی پابندی عائد نہیں کی، جو فطری اصولوں اور ہماری جبلت کے تقاضوں سے متصادم ہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جائز اور حلال طریقے کے مطابق جنسی خواہش کی تکمیل پر بھی اجر اور

ثواب رکھا ہے، اور ایسے لوگوں کو کامیاب مومنین میں شمار فرمایا ہے جو اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے جائز راستہ اختیار کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں کامیاب مومنوں کی صفات بیان فرمائی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ......وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (سورة المومنون، ۱ ،۷)

ترجمہ: تحقیق ایمان والے کامیاب ہوگئے......اور جو اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے یا ان باندیوں کے جن کے وہ مالک ہوں، سو بلاشبہ وہ ان میں اپنی شرم گاہوں کو استعمال کرنے پر ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں، سو جس نے اس کے علاوہ کچھ تلاش کیا تو وہ لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں (مومنون)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بتائے ہوئے حلال طریقے کے مطابق خواہش کی تکمیل کامیاب مومنین کی نشانی ہے۔

اسی طرح نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے واضح طور احادیث مبارکہ میں جائز اور حلال طریقہ کے مطابق خواہش کی تکمیل کرنے پر اجر وثواب ملنے کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں:

وفی بضع أحدكم صدقة، قالوا: يا رسول الله، أيأتی أحدنا شهوته ويكون له فيها أجر؟ قال: أرأيتم لو وضعها فی حرام أكان عليه فيها وزر؟ فكذلك إذا وضعها فی الحلال كان له أجر (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، رقم الحديث۵۳، ۱۰۰۶)

ترجمہ: اور تم میں سے ہر ایک کی (جائز طریقے سے) خواہش پوری کرنے میں بھی صدقہ ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی ایک اپنی شہوت کو پورا کرتا ہے، اور اس کے لیے اس میں بھی اجر ہے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے یہ بتاؤ کہ اگر وہ اس کو حرام جگہ پورا کرتا تو اس شخص پر اس عمل کی وجہ سے گناہ

ہوتا؟ (یقیناً گناہ ہوتا)، پس اسی طرح جب اس نے حلال طریقے سے خواہش پوری کی تو اس میں اس کے لیے اجروثواب ہے“ (مسلم)

نیز ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں

لک فی جماع زوجتک أجر ."فقیل: یا رسول الله، وفی شهوة یکون أجر؟ قال: " نعم (موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، کتاب النکاح،باب فی إتیان الرجل أهله،رقم الحدیث١٢٩٨) [1]

ترجمہ: تمہارے لیے اپنی بیوی سے صحبت کرنے میں بھی اجر ہے،عرض کیا گیا، یارسول اللہ! اور کیا خواہش پوری کرنے میں بھی اجر ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جی ہاں (مواردالظمآن)

ایک حدیث شریف میں حلال طریقے سے خواہش پورا کرنے کو افضل عمل بتلایا گیا ہے چنانچہ ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں

”**إنه من أماثل أعمالکم إتیان الحلال**“(مسند احمد،رقم الحدیث١٨٠٢٧) [2]

ترجمہ: بے شک (خواہش پوری کرنے کے لیے) حلال راستہ اختیار کرنا تمہارے افضل اعمال میں سے ہے (مسند احمد)

مذکورہ آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ جائز اور حلال طریقے سے خواہش کو پورا کرنا بھی باعث اجروثواب ہے۔

ازدواجی تعلق بیوی کا حق ہے!

شادی کے بعد جس طرح شوہر کے ذمہ دیگر بہت سے حقوق لازم ہوجاتے ہیں ،جس میں رہائش،خرچہ،لباس،خوراک وغیرہ کے حقوق شامل ہیں،ان حقوق کی طرح ہی بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کرنا بھی بیوی کا ایسا حق ہے جو شوہر کے ذمہ لازم ہے،شوہر کی اس حق تلفی کی وجہ سے اگر بیوی کسی غلط کاری کا شکار ہوتی ہے،تو ایسی صورت میں شوہر بھی سخت گناہ گار ہے، چنانچہ حضرت عبد

---

[1] قال حسین سلیم أسد الدّارانی: إسناده صحیح(حاشیة موارد الظمآن)

[2] قال شعیب الأرنؤوط: صحیح لغیره، وهذا إسناد حسن(حاشیة مسند احمد)

اللہ بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یا عبد الله، ألم أخبر أنک تصوم النهار وتقوم الليل؟ قلت: بلى يا رسول الله، قال: فلا تفعل، صم وأفطر، وقم ونم، فإن لجسدک عليک حقا، وإن لعينک عليک حقا، وإن لزوجک عليک حقا

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب: لزوجک علیک حق، رقم الحدیث ۵۱۹۹)

ترجمہ: اے عبداللہ! کیا مجھے اس بات کی خبر نہیں دی گئی کہ تم سارا دن روزے رکھتے ہو اور ساری رات نماز میں کھڑے رہتے ہو؟ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! جی بالکل (میں ایسا ہی کرتا ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم ایسا نہ کیا کرو، تم (کبھی) روزہ رکھو اور (کبھی) روزہ نہ رکھو اور (رات کا کچھ حصہ) نماز میں پڑھو اور (کچھ حصہ) آرام کرو، پس بے شک تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے" (بخاری)

مذکورہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے ساتھ شب باشی کو اس کا حق قرار دیا ہے، اس طرح کا مضمون مزید وضاحت کے ساتھ حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کے قصے میں وارد ہوا ہے، جس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام درداء کی پراگندہ حالت کا سبب دریافت کرنے کے بعد حضرت ابودرداء سے کہا تھا:

يا أبا الدرداء إن لربک عليک حقا ولأهلک عليک حقا ولجسدک عليک حقا أعط كل ذي حق حقه صم وأفطر وقم ونم وائت أهلک ...... فلما صلى النبي صلى الله عليه وسلم قام إليه أبو الدرداء فأخبره بما قال سلمان فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل ما قال سلمان "(صحيح ابن حبان، باب ما جاء في الطاعات وثوابها، ذكر الإخبار بأن على المرء مع قيامه في النوافل إعطاء الحظ لنفسه وعياله، رقم الحديث ۳۲۰)

ترجمہ: اے ابودرداء! تمہارے رب کا تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے اور تمہارے جسم کا تم پر حق ہے، ہر حقدار کو اس کا حق دو، تم روزہ رکھو اور کبھی چھوڑ دو، رات میں نماز پڑھو اور آرام بھی کرو اور اپنے گھر والوں کے پاس بھی (صحبت وغیرہ کے

لیے) آیا کرو......پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو ابو درداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت سلمان نے جو کچھ ان سے کہا تھا اس کا ذکر کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان سے وہی کہا جو سلمان نے کہا تھا (ابن حبان)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی سے خصوصی تعلق قائم کرنا اس کا حق ہے، اور یہ دیگر حقوق کی طرح ہی ہے، اگر بیوی کے نان، نفقہ، رہائش اور گھر داری وغیرہ سارے حقوق کو پورا کیا جا رہا ہے، لیکن اس حق میں کوتاہی کی جا رہی ہے، جس سے عورت کی بے راہ روی کا اندیشہ ہے تو شوہر گناہ گار ہے۔

گزشتہ احادیث وروایات کے پیشِ نظر فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ جیسے شوہر کو بیوی سے صحبت کا مطالبہ کرنا جائز ہے اور اس کا حق ہے، اسی طرح بیوی کو بھی شوہر سے خصوصی تعلق کا مطالبہ کرنا بلا کراہت جائز ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ یہ اس کا حق ہے، نکاح جیسے مرد کی عفت کا ذریعہ ہے ویسے ہی عورت کے لیے بھی ہے،، اسی وجہ سے سیرت میں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ خواتین نے اپنے شوہر کی اس حق تلفی کی شکایت عدالت میں کی، اور صحابۂ کرام نے عورت کے حق میں فیصلہ کیا۔

نیز بیوی کے مطالبہ کرنے پر اگر کوئی عذر نہ ہو تو بیوی کا مطالبہ پورا کرنا شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہے، اگر چہ بعض فقہاء نے اس میں وقت کی بھی اپنے اجتہاد کی روشنی میں تعیین کی ہے کہ کتنے عرصہ کے بعد شوہر کے ذمہ بیوی کا حق ادا کرنا لازم ہے، کچھ نے ہر چار راتوں میں سے ایک رات، کچھ نے ہفتہ میں ایک مرتبہ، کچھ نے ہر پاکی میں ایک مرتبہ کچھ نے چالیس دن، کچھ نے چار مہینے میں ایک مرتبہ کا تعین کیا ہے، تاہم اس میں علاقے، مزاج، افراد اور زمانے کے اختلاف سے اختلاف ممکن ہے، شرعاً اس میں کوئی صراحت نہیں ہے، البتہ ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا جس سے بیوی کو معطل چھوڑ دیا جائے اور اس کی ضرورت کو پورا نہ کیا جائے، یہ کسی فقیہ کی نزدیک بھی جائز نہیں کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت واحادیث کے منافی اور نکاح کے تقاضوں کے برخلاف ہے، اسی وجہ سے بعض فقہاء کی رائے میں اگر بیوی کے مطالبہ کے باوجود بغیر کسی عذر کے شوہر اس کا یہ حق ادا نہیں کرتا، جس سے بیوی کو اذیت پہنچتی تو، بیوی عدالت میں مقدمہ دائر کر کے ایسے شخص سے نکاح ختم کرا سکتی ہے۔

آسان ترین صدقہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مال دار لوگ بلند درجہ لے گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں، جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں، اور وہ روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں، اور اپنے زائد مالوں کا صدقہ کرتے ہیں (اور ہمارے پاس صدقہ کے لئے مال نہیں، اس لئے وہ ہم سے آگے اور ہم ان سے پیچھے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ چیز نہیں دی جس کا تم صدقہ کرو؟ بلاشبہ ہر تسبیح (یعنی سبحان اللہ) صدقہ ہے، اور ہر تکبیر (یعنی اللہ اکبر) صدقہ ہے، اور ہر تحمید (یعنی الحمدللہ) صدقہ ہے، اور ہر تہلیل (یعنی لا الٰہ الا اللہ) صدقہ ہے، اور امر بالمعروف (یعنی اچھائی کا حکم کرنا) صدقہ ہے اور نہی عن المنکر (یعنی برائی سے روکنا) صدقہ ہے (مسلم)

معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ کی راہ میں مال صدقہ کرنے کی فضیلت ہے، اسی طرح "**سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر**" اور "**لا الہ الا اللہ**" کا ذکر بھی صدقہ ہے، اور کسی کو اچھے کام کا حکم دینا، اور برے کام سے روکنا بھی اجر و ثواب کا باعث اور صدقۂ جاریہ ہے، اور جب تک وہ شخص اس اچھے عمل کو انجام دیتا رہے گا، اور برائی سے بچا رہے گا، اس شخص کو برابر اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

Savour Foods®

● RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

● ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

● Lahore
Shama Chowk Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640

● Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

● Melody Food Park
Tel:2873300

● Mcleod Road Lakshami Chowk
Tel:042-37114171-4

www.savourfoods.com.pk

مرتے وقت صدقہ کی تمنا کرنا

سورہ منافقون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ (سورة المنافقون، رقم الآية 10)

ترجمہ: اور خرچ کرو تم اس میں سے جو ہم نے رزق دیا تم کو، اس سے پہلے کہ آئے تم میں سے کسی کو موت، پھر وہ کہے کہ اے میرے رب کیوں نہ مہلت دی مجھے تھوڑے سے وقت کے لئے، تاکہ میں صدقہ کر دیتا، اور ہو جاتا میں نیک کام کرنے والوں میں سے (سورہ منافقون)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زکاۃ وصدقہ ادا کرنا اللہ کے نیک بندوں کی خاص نشانی ہے، اور اس کے برعکس زکاۃ وصدقہ نہ کرنے والے لوگ موت کے وقت زکاۃ وصدقہ ادا کرنے کی مہلت طلب کرتے ہیں، مگر جب زندگی کا وقت پورا ہو جائے، پھر مہلت نہیں ملا کرتی۔

اس لئے زندگی کی قدر کرتے ہوئے موت سے پہلے زکاۃ وصدقہ کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

سات افراد کے لیے خصوصی انعام واکرام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن خاص) اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے، جس دن کہ اللہ کے (عرش کے) سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک انصاف کرنے والے امام (وحاکم) کو، دوسرے اس جوان کو جس نے اپنے رب کی عبادت میں پرورش پائی ہو، اور تیسرے اس آدمی کو جس کا دل مساجد کے ساتھ اٹکا ہوا (اور وابستہ) ہو، چوتھے وہ دونوں آدمی جو اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اللہ ہی کی محبت کی بنیاد پر جمع ہوتے ہوں، اور اسی بنیاد پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں، اور پانچویں اس آدمی کو کہ جس کو کوئی منصب اور حسن والی عورت بلائے، پھر یہ جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور چھٹے اس آدمی کو جو صدقہ کرے، اور اتنا خفیہ صدقہ کرے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی یہ نہ جان سکے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، اور ساتویں اس آدمی کو جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے، پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (بخاری، حدیث نمبر660)

معلوم ہوا کہ مذکورہ سات اعمال اختیار کرنے والے افراد کو بروز قیامت خصوصی انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔

CANNON PRIMAX PLUS

15 سالہ گارنٹی

051-5517039
0300-8559001

نذیر سنز

Cannon not selling a mattress but a good night sleep

418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

صدقہ پر ملنے والا اَجروثواب سات سوگنا تک ہوتا ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (سورة البقرة، رقم الآية 261)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اپنے اموال اللہ کے راستے میں، ایسی مثال ہے، جیسے ایک دانہ اگائے سات بالیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ اضافہ کردیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے، اور اللہ وسعت والا، بڑے علم والا ہے

اور سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَمْحَقُ اللهُ الرِّبَا وَيُرْبِى الصَّدَقَاتِ (سورة البقرة، رقم الآية 276)

ترجمہ: مٹاتا ہے اللہ سود کو، اور بڑھاتا ہے صدقات کو (سورہ بقرہ)

معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سود و ربا کو گھٹاتا اور کم کرتا ہے، اور اس کی برکت کو ختم کرتا ہے، تو اس کے مقابلے میں صدقات کو اجروثواب کے اعتبار سے بڑھاتا رہتا ہے، جو کہ سات سوگنا تک ہوتا ہے، جس طرح ایک دانے سے سات بالیں، اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، جن کا مجموعہ سات سو بنتا ہے، بس اسی طرح اللہ تعالیٰ صدقہ پر سات سوگنا تک بڑھا کر ثواب عطا فرماتا ہے۔

یہ اضافہ کبھی تو اجروثواب کے اعتبار سے، اور کبھی مختلف طریقوں سے برکت کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

اعمال نامہ یمین وشمال میں دیے جانے کی تحقیق (قسط1)

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

قیامت کے دن مومن مطیع کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں اور کافر کو بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، تو مومن فاسق وفاجر کو نامۂ اعمال ملے گا یا نہیں، اگر ملے گا تو کس ہاتھ میں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

اس مسئلہ میں اہلِ علم حضرات کے دو قول ہیں، ایک قول کے مطابق تمام مومنین کو ان کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، پھر اس کے بعد، جس طرح بعض مومنین ہر طرح کے عذاب سے محفوظ ہو کر جنت کے مستحق قرار پائیں گے، اسی طرح اللہ کی مشیت کے مطابق بعض گناہ گار مومنین کو کم وبیش عذاب دیا جائے گا، اور پھر ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اور کافروں کو ان کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں اور پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا۔

اور دوسرے قول کے مطابق صرف ان مومن ومتقیوں کو ہی ان کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، جو بالکلیہ جہنم کے عذاب سے نجات پانے والے ہوں گے۔

اگرچہ اس سلسلہ میں اجتہادی ونظری طور پر جس طرح کسی کی طرف سے دونوں قولوں کا احتمال برابر قرار دینے کی گنجائش ہے، اسی طرح کسی دوسرے کی طرف سے ایک قول کو صواب یا راجح اور دوسرے قول کو خطا یا مرجوح قرار دینے کی بھی گنجائش ہے۔

"وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا"

تاہم ہمارے نزدیک کم از کم **اقتضاء النصوص** کے دلائل کی رُو سے راجح یہ ہے کہ سب مومنوں کو خاص طور پر ان کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، جن میں بعض تو زیادہ کامیاب ہوں گے،

جو زیادہ مسرور ہو کر لوٹیں گے، اور فرطِ مسرت و فرحت سے دوسروں کو بھی اپنے نامۂ اعمال پڑھنے کی دعوت دیں گے، اور بعض اس سے نیچے کے درجہ کے ہوں گے، وہ بھی ایمان کی برکت سے اللہ کی طرف سے عفو و درگزر یا زجر و تنبیہ یا کچھ عذاب کے بعد بالآخر جنت کے مستحق ٹھہریں گے، اور اس حیثیت سے وہ بھی مسرور اور سعادت مند شمار ہوں گے۔

اور کافروں کو ان کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا، اور وہ اپنے نامۂ اعمال سے اس قدر مغموم و متوحش ہوں گے کہ اپنے نامۂ اعمال پڑھنے کو بھی گوارا نہ کریں گے، اور دائمی عذابِ جہنم کے مستحق ٹھہریں گے، جس کی وجہ سے وہ موت کو پکاریں گے، اور قیامت کے حساب اور اللہ العظیم پر ایمان نہ لانے پر حسرت کریں گے۔

بعض نصوص سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے، اور اکثر مفسرین کا بھی یہی قول ہے۔

اور اس کے برعکس غیر مطیع و عاصی مومنوں کو ان کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جانے کا قول دلائل کی رو سے مرجوح اور کمزور معلوم ہوتا ہے۔

سورہ ھود میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ .فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ .خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ .وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ (سورة هود، رقم الآيات ۱۰۵ الیٰ ۱۰۸)

ترجمہ: جب وہ دن آئے گا کہ کلام نہیں کر سکے گا کوئی نفس، مگر اُس (اللہ) کی اجازت سے ہی، پس ان میں سے بعض شقی ہوں گے، اور بعض سعید ہوں گے۔ پس جو لوگ شقی ہوں گے، تو وہ جہنم میں ہوں گے، ان کے لیے اُس (جہنم) میں چیخ اور پکار ہوگی۔ ہمیشہ رہیں گے وہ (شقی) لوگ اُس (جہنم) میں، جب تک قائم ہیں آسمان اور زمین، مگر یہ کہ جو چاہے آپ کا رب، بے شک آپ کا رب ''فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ'' ہے۔ اور جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے، جو سعادت مند قرار دیے گئے، تو وہ جنت میں ہوں

گے، ہمیشہ رہیں گے وہ (سعید) لوگ، اس (جنت) میں، جب تک قائم ہیں آسمان اور زمین، مگر یہ کہ جو چاہے آپ کا رب، عطیہ کے طور پر ختم نہ ہونے والے (سورہ ھود)

معارفُ القرآن عثمانی میں مذکورہ آیات کے ''خلاصۂ تفسیر'' میں ہے کہ:

(پھر) جس وقت وہ دن آئے گا (مارے ھیبت کے لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ) کوئی شخص بدون خدا کی اجازت کے بات تک (بھی) نہ کرسکے گا (ہاں جب حساب کتاب کے لیے حاضری ہوگی، اوران کے اعمال پر جواب طلب کیا جائے گا، اس وقت البتہ منہ سے بات نکلے گی، خواہ وہ بات مقبول ہو یا مقبول نہ ہو، سو اِس حالت میں تو سب اہلِ موقف شریک ہوں گے) پھر (آگے) ان میں (یہ فرق ہوگا کہ) بعض تو شقی (یعنی کافر) ہوں گے، اور بعضے سعید (یعنی مومن) ہوں گے، سو جو لوگ شقی ہیں، وہ تو دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ وپکار پڑی رہے گی (اور) ہمیشہ ہمیش کو اس میں رہیں گے، جب تک آسمان وزمین قائم ہیں (یہ محاورہ ہے ابدیت کے لیے) اور کوئی نکلنے کی سبیل نہ ہوگی، ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو، تو دوسری بات ہے (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے، اس کو پورے طور سے کرسکتا ہے (مگر باوجود قدرت کے یہ یقینی ہے کہ خدا یہ بات نہ چاہے گا، اس لیے نکلنا نصیب نہ ہوگا) اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں، سو وہ جنت میں ہوں گے (اور) وہ اس میں (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے، جب تک آسمان وزمین قائم ہیں (گو جانے کے قبل کچھ سزا بھگتی ہو) ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو، تو دوسری بات ہے (مگر یہ یقینی ہے کہ خدا یہ بات کبھی نہ چاہے گا، پس نکلنا بھی کبھی نہ ہوگا، بلکہ) وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا (معارف القرآن، ج۴ص۶۶۷، ۶۶۸، سورہ ھود، مطبوعہ: مکتبہ معارف القرآن، کراچی، طبع جدید: ربیع الثانی۱۴۲۹ھ، اپریل2008ء)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ سورہ ھود کی مندرجہ بالا آیات میں ''شقی'' سے مراد، کافر ہے، جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اور ''سعید'' سے مراد، مومن ہے، جو ایک مرتبہ جنت میں داخل ہونے کے

بعد اس میں ہمیشہ رہے گا، خواہ وہ شروع میں داخل ہو، یا بعد میں داخل ہو۔

اور ہمارے نزدیک اسی سعید وشقی ہونے کی حیثیت سے دائیں یا بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جائیں گے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اس کے بعد چند ایسی نصوص ملاحظہ فرمائیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ہر انسان کے نامۂ اعمال کو درج کرنے کا ایک منظّم ومستحکم نظام قائم کیا گیا ہے، جو قیامت کے دن، پیش کیا جائے گا۔

سورہ اسراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا. اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا . مَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا (سورة الاسراء، رقم الآيات ١٣ الیٰ ١٥)

ترجمہ: اور لازم کردیا ہے ہم نے ہر انسان کے پروانے کو، اس کی گردن میں، اور نکالیں گے ہم اس کے لیے، قیامت کے دن، کتاب (یعنی نامۂ اعمال) کو، جو ملے گی اس کو نشر ہوکر (کہا جائے گا کہ) پڑھ لے اپنی کتاب (یعنی نامۂ اعمال) کو، کافی ہے وہ، تیرے نفس کے لیے، آج کے دن تجھ پر حساب کے اعتبار سے۔ جس نے ہدایت حاصل کی، تو اس نے ہدایت حاصل کی، اپنے نفس کے لیے، اور جو گمراہ ہو، تو وہ گمراہ ہوا، اپنے نفس کے خلاف (سورہ اسراء)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کا نامۂ اعمال تیار کیا جاتا ہے، جو قیامت کے دن اس کو پیش کیا جائے گا، اور وہ خود اپنے نامۂ اعمال پر مطلع ہوسکے گا کہ اس میں کوئی غلط بات درج نہیں، اپنے ہی کیے ہوئے واقعی درجہ کے اعمال درج ہیں، پھر جس کے نامۂ اعمال میں ہدایت درج ہوگی، وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا، اور جس کے نامۂ اعمال میں ضلالت درج ہوگی، وہ اس سے نقصان اٹھائے گا۔

اور سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَاوَيْلَتَنَا مَالِ

هَـذَا الْـكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا(سورة الكهف، رقم الآية ۴۹)

ترجمہ: اور رکھا جائے گا کتاب (یعنی نامۂ اعمال) کو، پھر دیکھے گا تو، مجرمین کو کہ وہ ڈرنے والے ہوں گے، ان چیزوں کی وجہ سے، جو اس (کتاب) میں ہوں گی، اور کہیں گے وہ کہ ہائے ہماری شامت! کیا ہو گیا، اس کتاب کو، نہیں چھوڑا اس نے چھوٹی چیز کو اور نہ بڑی چیز کو، مگر شمار کر لیا اس کو، اور پائیں گے وہ ان چیزوں کو جو انہوں نے عمل کیا، حاضر، اور نہیں ظلم کرے گا تیرا رب کسی پر(سورہ کہف)

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن سب انسانوں کے نامۂ اعمال کو سامنے رکھا اور پیش کیا جائے گا، اور نامۂ اعمال میں ہر چھوٹی اور بڑی بات درج ہوگی، لیکن اس میں چونکہ ہر بات واقعہ کے مطابق درج ہوگی، اس لیے اللہ کی طرف سے کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی ہرگز نہ ہوگی۔

اور مجرم لوگوں نے جو بھی چھوٹے اور بڑے جرم کیے تھے، جب وہ سب ان کے سامنے آئیں گے، تو وہ اس سے بہت خوف اور وحشت زدہ ہوں گے۔

اور سورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَنَـضَـعُ الْـمَـوَازِيـنَ الْـقِسْـطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ(سورة الأنبياء، رقم الآية ۴۷)

ترجمہ: اور قائم کریں گے ہم انصاف کی ترازووں کو قیامت کے دن، پھر ظلم نہیں کیا جائے گا کسی نفس پر ذرا بھی، اور اگر ہوگا (کوئی عمل) رائی کے دانہ کے برابر، لے آئیں گے ہم اس کو بھی، اور کافی ہیں ہم حساب لینے والے(سورہ انبیاء)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن میزانِ اعمال کو قائم کیا جائے گا، اور یہ میزانِ اعمال کسی قسم کی کوتاہی اور نقص کا ارتکاب نہیں کرے گی، اور اس میں ہر طرح کے عمل کو تولنے اور جانچنے کی صلاحیت ہوگی، جس طرح آج کل ایک ہی مشین کئی قسم کی چیزوں کی جانچ پڑتال کرتی ہے، مثلاً بلڈ پریشر کی مشین، ایک ہی وقت میں اوپر اور نیچے، دونوں قسم کے بلڈ پریشر کی جانچ پڑتال کرتی ہے، اور مثلاً خون کے ایک نمونے سے کئی قسم کے امراض کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح قیامت کے دن اللہ کی طرف سے قائم کیے جانے والے میزانِ اعمال میں ہر قسم کے اصولی وفروعی، عقیدے اور عمل کے اعتبار سے اعمال کی جانچ پڑتال کرنے کی پوری پوری اور ٹھیک ٹھیک صلاحیت ہوگی، جس میں ایمان یا کفر کے ہونے، اور ایمان یا کفر کے قوی یا ضعیف ہونے، اور اعمال کے کم یا زیادہ ہونے، اور ایمان یا اعمال میں اخلاص یا ریا کاری کے ہونے، اور اخلاص کے کم یا زیادہ ہونے، اور عقائد کے اچھے یا برے ہونے، اور اچھے یا برے عقائد کے مضبوط یا کمزور ہونے، اور باطنی وظاہری اعمال واخلاق کے اچھے یا برا ہونے وغیرہ وغیرہ، کی سب چیزوں کا پوری طرح جائزہ لینے کی صلاحیت ہوگی، اس لیے اس میزانِ اعمال کو جمع کے صیغے کے ساتھ ''الموازین'' کا نام دیا گیا، اور اس کے ساتھ ''القسط'' کی صفت لگائی گئی۔

اور اگر ایمان وعمل وغیرہ یا پھر ہر شخص کے اعتبار سے الگ الگ میزانوں اور ترازوؤں کو مانا جائے، تو اس کی بھی گنجائش ہے، جس طرح دنیا میں ایک نوعیت اور ماڈل کی لاکھوں گاڑیاں وغیرہ ہوتی ہیں، ان کے مختلف ومتعدد ہونے کے باوجود یہ کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں گاڑی ہے، یعنی جس طرح کبھی جمع کا صیغہ بولا جاتا ہے، اسی طرح واحد کے صیغے سے بھی اس کی تعبیر کی جاتی ہے، مگر ہم نے پیچھے جو تقریر کی، اس کی رُو سے ہر ایک کے لیے الگ نوعیت کے میزانوں کو ماننے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم۔

سورہ مومنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (سورة المومنون، رقم الآية ٦٢)

ترجمہ: اور ہمارے پاس کتاب (یعنی نامۂ اعمال) ہے، جو بولے گی حق کے ساتھ، اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (سورہ مومنون)

اور سورہ جاثیہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ، إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (سورة الجاثية، رقم الآية ٢٩)

ترجمہ: یہ ہماری کتاب (یعنی نامۂ اعمال) ہے، جو بولے گی تم پر حق کے ساتھ، بے شک لکھتے تھے ہم ان کو، جو تم عمل کرتے تھے (سورہ جاثیہ)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے اعمال کو لکھنے کے لیے ایک کتاب مقرر ہے، جس کو نامۂ

اعمال کہا جاتا ہے، اور اس میں فرشتوں کے ذریعہ سے ہر بات کو حق و سچ کے ساتھ لکھا جاتا ہے، اور اسی کے مطابق آخرت میں وہ کلام کرے گی۔

اور سورہ ق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (سورة ق، رقم الآية ١٨)

ترجمہ: جو بات بھی کوئی بولتا ہے، تو اس کے پاس مضبوط محافظ (یعنی فرشتہ) ہوتا ہے (سورہ ق)

یعنی انسان کی ہر بات اور ہر لفظ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے، مضبوط فرشتے کے ذریعے اس کے نامۂ اعمال میں محفوظ کیا جاتا ہے۔

اور سورہ انفطار میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ. كِرَامًا كَاتِبِينَ. يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (سورة الانفطار، رقم الآيات ١٠ الیٰ ١٢)

ترجمہ: اور بے شک تم پر نگرانی کرنے والے مکرم لکھنے والے (فرشتے) مقرر ہیں، جو تمہارے کاموں کو جانتے ہیں (سورہ انفطار)

یعنی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اعمال کو لکھنے کے لیے محافظ اور مکرم فرشتے مقرر کر رکھے ہیں، جو انسانوں کے لکھے جانے والے اعمال سے باخبر ہیں، اور اس لیے وہ انسانوں کے نامۂ اعمال میں ان کے اعمال کو ٹھیک ٹھیک درج کرنے میں کسی قسم کی دشواری اور مشکل کا سامنا اور اس سلسلہ میں کسی طرح کی کوتاہی اور خیانت کا ارتکاب نہیں کرتے۔

مذکورہ تمہید کے بعد اب دائیں اور بائیں ہاتھ میں اور پیچھے سے نامۂ اعمال دیے جانے سے متعلق چند نصوص ضروری اور مفید تشریح و توضیح کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔

سورہ اسراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا. وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا (سورة الاسراء، رقم الآية ۷۱ و ۷۲)

ترجمہ: جس دن پکاریں گے ہم، سب لوگوں کو، ان کے اماموں کے ساتھ، پس جس کو دی جائے گی، اس کی کتاب (یعنی نامۂ اعمال) اس کے دائیں ہاتھ میں، تو یہ لوگ پڑھیں گے اپنی کتاب کو، اوران پر ظلم نہیں کیا جائے گا، دھاگے کے برابر بھی۔ اور جو ہوگا اِس (دنیا) میں اندھا، تو وہ آخرت میں بھی اندھا اور راستے سے بھٹکا ہوا ہوگا (سورہ اسراء)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو اس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، تو وہ اپنی کتاب کو خوشی سے پڑھے گا۔

مذکورہ آیت میں صرف اتنی بات ہی مذکور ہے، بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے والے اور اس کی حالت کا صراحتاً ذکر نہیں، لیکن آخری آیت میں ''اعمیٰ'' سے مراد، کافر ہے، جو پہلی آیت کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے، نیز دوسری آیات میں بھی دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے والوں کے مومن ہونے اور بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے والوں کے غیر مومن ہونے کا ذکر ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیے جانے کی حالت مومن بندے کی بیان ہوئی ہے اور کافر کی حالت اس کے برعکس بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے کی ہے۔

سورہ حاقہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَئُوا كِتَابِيَهْ . إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ . فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ . فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ . قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ . كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ .

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَالَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ . وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ . يَالَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ . مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيَهْ . هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ . خُذُوهُ فَغُلُّوهُ . ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ . ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ . إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ . وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ . فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ . وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ. لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ (سورة الحاقة، رقم الآيات ١٩ الى ٣٧)

ترجمہ: پس وہ شخص جس کو دی جائے گی، اس کی کتاب (یعنی نامۂ اعمال) اس کے دائیں ہاتھ میں، تو وہ کہے گا کہ آؤ! پڑھو تم اس کتاب کو۔ بے شک میں گمان (یعنی

یقین) کرتا تھا کہ بے شک میں ملاقات کرنے والا ہوں، اپنے (اس آخرت کے) حساب سے۔ پس وہ عیش میں راضی ہوگا۔ عالی شان جنت میں ہوگا۔ اس (جنت) کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے (اللہ کی طرف سے حکم ہوگا کہ) کھاؤ تم اور پیو تم مزے سے، ان چیزوں (یعنی اعمال) کی وجہ سے، جو تم گزرے ہوئے دنوں میں (یعنی دنیا کے اندر) کرچکے ہو۔ اور وہ شخص جس کو دی جائے گی، اس کی کتاب (یعنی نامۂ اعمال) اس کے بائیں ہاتھ میں، تو وہ کہے گا کہ کاش! کہ نہ دی جاتی مجھے میری کتاب۔ اور نہ جانتا میں اپنے حساب کو۔ کاش کہ! وہ (یعنی موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی (یعنی موت پر کام تمام ہوجاتا، اور دوبارہ زندہ ہوکر آج اس دن کا سامنا کرنے کی نوبت نہ آتی) نہیں فائدہ پہنچایا میری طرف سے میرے مال نے۔ برباد ہوگیا مجھ سے میرا اقتدار واختیار (اللہ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) پکڑو اس کو، پھر طوق پہنادو اس کو۔ پھر جہنم میں جھونک دو اس کو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ذراع ہے جکڑ دو اِس کو۔ بے شک وہ نہیں ایمان رکھتا تھا اللہ پر جو انتہائی عظیم ہے۔ اور نہ ہی ترغیب دیتا تھا، مسکین کو کھلانے کی۔ پس نہیں ہے، اس کا آج کے دن یہاں کوئی دوست۔ اور نہ ہی کھانا ہے، مگر دھوون (یعنی زخموں وغیرہ کا میل کچیل) نہیں کھائیں گے، اس کو مگر خطا کار ہی (سورہ حاقہ)

مذکورہ آیات میں دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے والے شخص کا بھی ذکر ہے، اور بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے والے شخص کا بھی ذکر ہے، ساتھ ہی ان دونوں قسم کے لوگوں کے کچھ اعمال واحوال کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے والے شخص کے بارے میں ایک بات یہ مذکور ہے کہ:

"إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ"

"بے شک میں گمان کرتا تھا کہ بے شک میں ملاقات کرنے والا ہوں، اپنے حساب سے"

یعنی یہ شخص آخرت کے حساب وکتاب سے ملاقات کرنے اور حساب وکتاب کے لیے اللہ کے حضور پیش ہونے کا عقیدہ رکھتا تھا، اور یہ عقیدہ اس کے مومن ہونے کی دلیل ہے۔

اور مومن بندہ یا تو شروع میں، یا پھر کچھ سزا کاٹنے کے بعد، بالآخر عالی شان جنت میں پہنچ جائے گا، جس میں ہر طرح کا عیش وآرام ہوگا، اور اس میں ہر طرح کے پھل اور میوے ہوں گے، جنت کی ان نعمتوں سے وہ مومن بندہ دنیا میں کیے ہوئے اپنے نیک اعمال کی بدولت یا کم از کم ایمان کی بدولت جلد یا بدیر مستفید ہوگا۔

اور گزشتہ آیات میں بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے والے شخص کے بارے میں ایک بات یہ مذکور ہے کہ: "إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ"

''بے شک وہ نہیں ایمان رکھتا تھا اللہ پر جو انتہائی عظیم ہے''

اس میں، اللہ پر ایمان نہ ہونے کا ذکر ہے، اور یہ عقیدہ اس کے کافر ہونے کی دلیل ہے اور مومن، اس سے خارج ہے، کیونکہ مومن بندہ کا اللہ العظیم پر ایمان ہوتا ہے۔

جہاں تک اس آیت کا تعلق ہے کہ:

"وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ"

تو یہ کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کی دلیل ہے، اور کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کی تفصیل ہم نے اپنے دوسرے مستقل مضمون میں بیان کردی ہے، جو ''کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

نیز مذکورہ آیات میں بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے والے کے متعلق یہ بھی مذکور ہے کہ:

"يَالَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ" ''کاش کہ! وہ (یعنی موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی''

اور موت سے خاتمہ ہونے اور مٹی ہو جانے اور زندہ نہ کیے جانے کی حالت بھی اس کے کافر ہونے کی متقاضی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ نباء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَالَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا (سورة النبأ، رقم الآية ۴۰)

ترجمہ: جس دن دیکھے گا آدمی ان اعمال کو، جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے، اور کہے گا کافر کہ اے کاش! ہوتا میں مٹی (سورہ نبا)

سورہ نساء کی آیت نمبر42 میں بھی کافروں کے بارے میں اسی طرح کی خواہش کے اظہار کرنے کا ذکر آیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کافر اپنے مٹی ہونے کی تمنا کرے گا، تاکہ وہ جانوروں کی طرح مٹی ہوکر ہر طرح کے عذاب سے محفوظ ہوجائے، لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہیں کی جائے گی۔

پس مذکورہ دلائل وقرائن سے معلوم ہوا کہ مومن کو اس کا نامۂ اعمال، دائیں ہاتھ میں اور کافر کو اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

سورہ انشقاق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ . فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا . وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا . وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ . فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا. وَيَصْلَى سَعِيرًا . إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا . إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ . بَلَى إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا (سورة الانشقاق، رقم الآيات ٧ الى ١٥)

ترجمہ: پھر وہ شخص کہ دیا جائے گا اس کی کتاب (نامۂ اعمال) کو اس کے دائیں ہاتھ میں، تو عنقریب حساب کیا جائے گا اس کا، آسان حساب، اور لوٹے گا وہ اپنے گھر والوں کی طرف، خوشی کی حالت میں، اور وہ شخص کہ دیا جائے گا، اس کی کتاب (نامۂ اعمال) کو اس کی پشت کے پیچھے سے، تو عنقریب پکارے گا وہ موت کو، اور داخل ہوگا وہ جہنم میں، بے شک وہ تھا اپنے گھر والوں میں مسرت کی حالت میں، بے شک گمان کرتا تھا وہ کہ ہرگز لوٹ کر نہیں جائے گا، کیوں نہیں! بے شک اس کا رب، تھا اس کو خوب اچھی طرح دیکھنے والا (سورہ انشقاق)

مذکورہ آیات میں پیٹھ کے پیچھے سے نامۂ اعمال دیے جانے والے کے بارے میں ارشاد ہے کہ:

''يَدْعُو ثُبُورًا'' ''پکارے گا وہ ہلاکت کو''

اور ہلاکت کو پکارنے کی حالت، اس کے کافر ہونے کا قرینہ ہے، جیسا کہ اس سے پہلی آیات کے ذیل میں گزرا۔

نیز سورہ فرقان کی آیت نمبر 11 تا14 میں قیامت کا انکار کرنے والوں کے متعلق اسی حالت کا

''دَعَوْا ھُنَالِکَ ثُبُوْرًا'' کے الفاظ میں ذکر ہوا ہے۔

نیز مذکورہ آیات میں اسی شخص کے متعلق آگے یہ بھی ارشاد ہے کہ:

''اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ'' ''بے شک گمان کرتا تھا وہ کہ ہرگز لوٹ کر نہیں جائے گا''

اور لوٹ کر نہ جانے سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں دوبارہ زندہ نہیں ہوگا، اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ کافر کا ہوتا ہے، مومن کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا، یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ پیچھے سے نامۂ اعمال کافر کو دیا جائے گا، جبکہ اس سے پہلی آیت میں کافر کو بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جانا، گزر چکا ہے، دونوں میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ کافروں کو اپنے کفر کے جرم کی بنا پر، اللہ یا اس کے فرشتوں کا سامنا کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، اور جس طرح دنیا میں انتہائی خطرناک مجرموں اور دہشت گردوں کو دوسری طرف رُخ کر کے اور بعض اوقات ان کے پیچھے ہاتھ باندھ کر، ان کے لیے احکام صادر کیے جاتے ہیں، اسی طرح قیامت کے دن کفر کے جرم میں مبتلا لوگوں کو ان کے نامۂ اعمال پشت کی طرف سے، بائیں ہاتھ میں پیش کیے جائیں گے۔

اکثر مفسرین سے بھی یہی بات مروی ہے، اور یہ بات ہی کافروں کی شان کے لائق ہے۔

حضرت مجاہد کا بھی یہی قول ہے، اور امام بخاری کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ ''کتاب تفسیر القرآن'' میں ''سورۃ إذا السماء انشقت'' کے ذیل میں فرماتے ہیں:

قال مجاهد :(كتابه بشماله)يأخذ كتابه من وراء ظهره(صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن)

ترجمہ: مجاہد نے ''کتابهٗ بشمالهٖ'' کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنی کتاب کو اپنی پشت کے پیچھے سے لے گا (بخاری)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''البعث والنشور'' میں حضرت مجاہد کا مذکورہ قول باسند طریقے پر روایت کیا ہے (ملاحظہ ہو: البعث والنشور، رقم الروایة ۳۵۲)

اور بخاری کے شارحین نے بھی اس کی تردید نہیں کی۔

جبکہ کافروں کے مقابلہ میں مومنوں کو ان کے ایمان واعمالِ صالحہ، یا کم از کم ایمان کی بدولت سامنے

کی طرف سے ان کے دائیں ہاتھ میں ان کا نامۂ اعمال پیش کیا جائے گا۔

لیکن یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ ہر وہ مومن جس کو نامۂ اعمال، دائیں ہاتھ میں دیا گیا، ضروری نہیں کہ وہ ہر طرح کے عذابِ جہنم سے محفوظ ہو کر ابتداء سے ہی جنت میں داخل ہو جائے، بلکہ جس طرح کسی مومن کے متقی و پرہیزگار ہونے کی صورت میں بغیر عذاب کے، جنت میں داخلہ کی نعمت میسر ہوگی، اور یہ اس کے لیے کامل مسرت کا ذریعہ ہوگی، اسی طرح گناہ گار اور فاسق و فاجر ہونے کی صورت میں اپنی اپنی بداعمالیوں کے اعتبار سے اللہ کے حکم کے مطابق جہنم کے عذاب کا سامنا کر کے، پھر جنت کی نعمت حاصل ہو سکے گی، جو کہ اس کے لیے بالآخر باعثِ مسرت ہوگی۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ مومن بندے کے نامۂ اعمال میں کچھ قابلِ مؤاخذہ گناہ ہونے کی صورت میں حساب و کتاب کے وقت اللہ کے سامنے شرمندگی اور خوف کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے، یہ بھی ایک طرح کا عذاب ہوگا، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے درگزر کر دیا جائے گا، اور جہنم کے عذاب کے بغیر جنت میں داخل کر دیا جائے گا، یہ بھی مومن کے لیے فی الجملہ مسرور ہونے کا ذریعہ ہوگا۔ (جاری ہے......)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی

ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات

حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0300-5171243---0301-5642315

کیاآپ جانتے ھیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

منافقِ اعتقادی وعملی کا حکم (قسط2)

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے جو حقیقی منافقین کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہونے کی بات فرمائی ہے، اس کی تائید حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ (صحيح البخارى، رقم الحديث: ٧١١٤، كتاب الفتن)

ترجمہ: بس نفاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا، لیکن آج کے زمانے میں ایمان کے بعد صرف کفر ہی ہے (بخاری)

لہٰذا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا مذکورہ قول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق ہوا۔

اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے منافق کو قتل کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے کی حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

كُنَّا فِي غَزَاةٍ – قَالَ سُفْيَانُ: مَرَّةً فِي جَيْشٍ – فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَسَعَ رَجُلٌ

مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَقَالَ: فَعَلُوهَا، أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُ، لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ (

صحیح البخاری، رقم الحدیث : ۴۹۰۵ ، کتاب تفسیر القرآن)

ترجمہ: ہم ایک غزوہ میں تھے اور سفیان راوی کہتے ہیں کہ ایک لشکر میں تھے، تو مہاجرین میں سے ایک نے ایک انصاری کو مارا، تو اس انصاری نے پکار کر کہا کہ اے انصار! اور مہاجر نے پکار کر کہا کہ اے مہاجرین! اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا، تو فرمایا کہ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ (جس میں مہاجرین اور انصار کو پکارنے سے تعصب ظاہر ہو رہا ہے) لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مارا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاہلیت کی اس پکار کو چھوڑ دو، یہ برا کلمہ ہے، اس بات کو عبداللہ بن ابی (منافق) نے سنا، تو اس نے (آپس میں لڑانے کے لیے) کہا کہ تم اس بات کا انتقام لو، اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ دوبارہ لوٹ کر جائیں گے، تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی، تو حضرت عمر کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو، کہیں لوگ یہ بات نہ کریں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتا ہے (بخاری)

اور امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ:

أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ

مِنْهَا، يُعْطِي النَّاسَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، اِعْدِلْ، قَالَ: وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ؟ لَقَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعْنِيْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَقْتُلَ هٰذَا الْمُنَافِقَ، فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ، أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّيْ أَقْتُلُ أَصْحَابِيْ، إِنَّ هٰذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ(مسلم،رقم الحديث١٠٦٣"١٤٢"باب ذكر الخوارج وصفاتهم)

ترجمہ: مقامِ جعرانہ پر ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غزوۂ حنین سے لوٹے تھے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مٹھی بھر بھر کر (مستحق) لوگوں کو دے رہے تھے، اس آنے والے آدمی نے کہا کہ اے محمد! انصاف کیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لئے ویل (وہلاکت) ہو، کون ہے جو انصاف کرے، جب میں انصاف نہ کروں، اور اگر میں عدل وانصاف نہ کروں، تو خائب وخاسر (یعنی نقصان وخسارہ اٹھانے والا) ہوں گا، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے، تاکہ میں اس منافق کو قتل کردوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ! لوگ باتیں کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں، یہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا (یعنی حلق سے آگے نہیں بڑھتا) اور یہ لوگ قرآن سے ایسے نکل جائیں گے، جیسے تیر، اپنے شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے (مسلم)

اس حدیث کو اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے (ملاحظہ ہو: مسند احمد، رقم الحدیث ١٤٨٢٠)

بعض دوسری سندوں سے بھی اس طرح کے واقعات مروی ہیں، جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو قتل کرنے سے منع فرمایا (ملاحظہ ہو: المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٨١٠٠، كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٣٣٤٥، باب ما يحرم دم العبد)

اوراس کی تائید بعض دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ، بِذَهَبَةٍ فِيْ أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ، وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ، وَزَيْدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ، وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ، قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَلَا تَأْمَنُوْنِيْ؟ وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الْإِزَارِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِتَّقِ اللّٰهَ، فَقَالَ: وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَّتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهٗ؟ فَقَالَ: لَا، لَعَلَّهٗ أَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّيْ قَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَيْسَ فِيْ قَلْبِهٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ، وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ (مسلم، رقم الحديث ١٠٦٤ "١٤٤" "كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا سرخ رنگے ہوئے کپڑے میں بند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا، جس کو مٹی سے الگ نہیں کیا گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید خیل اور چوتھے علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم کردیا، تو آپ کے پاس موجود لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم اس کے (ملنے کے) زیادہ حقدار تھے، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے

امانتدار نہیں سمجھتے؟ حالانکہ میں آسمانوں کا امین ہوں، میرے پاس آسمان کی خبریں صبح شام آتی ہیں، تو ایک آدمی دھنسی ہوئی آنکھوں والا، بھرے ہوئے گالوں والا، ابھری ہوئی پیشانی والا، گھنی داڑھی والا، مونڈے ہوئے سر والا، اونچے ازار والا (یعنی جس کی لنگی ٹخنوں سے خوب اوپر تھی) کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈرو (اور عدل وانصاف سے کام لو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو، کیا میں زمین والوں سے زیادہ حقدار نہیں ہوں کہ اللہ سے ڈروں، پھر وہ آدمی لوٹ گیا، تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کی گردن نہ مار ڈالوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں شاید کہ یہ نماز پڑھتا ہو، حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا کہ نماز پڑھنے والے کتنے ایسے ہیں جو زبان سے اقرار (اور ایمان کا اظہار) کرتے ہیں، لیکن دل سے نہیں مانتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے دلوں کو چیرنے اور ان کے پیٹ چاک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا (مسلم)

صحیح بخاری میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ، يَقُولُ :لاَ تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَئِنْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا، فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي البَيْتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي :مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى :(إِذَا جَاءَكَ المُنَافِقُونَ)فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ :إِنَّ اللَّهَ قَدْ

صَدَّقَکَ یَا زَیْدُ(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۴۹۰۰)

ترجمہ: میں ایک غزوہ میں تھا، تو میں نے عبداللہ بن ابی (منافق) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود لوگوں پر خرچ نہ کرو، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ سے الگ ہوجائیں، اور اگر ہم ان کے پاس سے لوٹ گئے، تو ضرور بالضرور عزت والے لوگ، ذلت والوں کو نکال دیں گے، میں نے اس بات کا اپنے چچا یا عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، انہوں نے اس بات کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، میں نے آپ کو یہ واقعہ بیان کیا، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی طرف اس بات کی تحقیق کے لیے پیغام بھیجا، تو انہوں نے اس بات پر قسم اٹھالی کہ انہوں نے یہ بات نہیں کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تکذیب فرمادی، اور عبداللہ بن ابی کی تصدیق فرمادی، جس کے بعد مجھے اتنا غم ہوا کہ اس جیسا غم کبھی نہیں ہوا، میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا، تو مجھے میرے چچا نے کہا کہ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری تکذیب کی، اور تجھ پر غصہ کیا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے (سورہ منافقون کی) یہ آیات نازل فرمائیں کہ ''إِذَا جَاءَکَ الْمُنَافِقُونَ'' پھر میری طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا، پھر ان آیات کی قرائت فرمائی، پھر فرمایا کہ اے زید! اللہ نے آپ کی تصدیق فرمادی ہے (بخاری)

اور صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ :لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، قَالَ زُهَيْرٌ :وَهِيَ قِرَاءَةُ مَنْ خَفَضَ حَوْلَهُ، وَقَالَ : (لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ) قَالَ :فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ

فَسَأَلَهُ فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ، فَقَالَ :كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوهُ شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقِي (إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ) قَالَ :ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، قَالَ :فَلَوَّوْا رُءُوسَهُمْ، وَقَوْلُهُ (كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ)وَقَالَ :كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ(مسلم،رقم الحديث ۲۷۷۲"۱")

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے، جس میں لوگوں کو کافی تکلیف پہنچی،تو عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم ان لوگوں پر خرچ نہ کرو، جو رسول اللہ کے پاس ہیں، یہاں تک کہ وہ آپ کے اردگرد سے ہٹ جائیں، اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینے کی طرف لوٹ کر آئے،تو اس میں سے باعزت لوگ، ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس بات کی خبر دی،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کی طرف قاصد بھیجا، جس سے اس بات کے بارے میں سوال کیا،اس نے اہتمام کے ساتھ یہ قسم اٹھائی کہ اس نے ایسا نہیں کہا، اور اس نے یہ کہا کہ زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ہے،میرے دل میں ان لوگوں کی باتوں سے تکلیف پہنچی، یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق کے لیے(سورہ منافقون کی) یہ آیت نازل فرمائی''إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ ''پھران کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا،تا کہ ان کے لیے استغفار کریں، اورانہوں نے اپنے سروں کو جھکالیا،اس کے بارے میں اللہ کا یہ قول ہے کہ''كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ''اوروہ بظاہر خوب صورت لوگ تھے(مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عبداللہ بن ابی کی اس لیے تصدیق فرمادی تھی کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مدعی تھے،اوران کی طرف سے اس واقعہ پر شرعی گواہ موجود نہیں تھے،اور عبداللہ بن ابی مدعیٰ علیہ یا منکر تھا،اور ایسی صورت مدعیٰ علیہ یا منکر کی قسم پر اعتبار کر کے فیصلے کا حکم ہے،لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا،تو پھر اسی کے مطابق عمل ہوا۔

ملاحظہ فرمایے کہ عبداللہ بن ابی کا منافقِ حقیقی ہونا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہ تھا، اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے سامنے نفاق کی بعض صورتوں کا اظہار ہوا، تب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی، اور اس کی ایک اہم حکمت بھی بیان فرمادی، اسی کی تفصیل حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے حوالہ سے پہلے بھی گزر چکی ہے۔

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت زہری سے روایت کیا ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ بتلا دیا تھا کہ مجھے فلاں فلاں منافقین کے گروہ کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع کردیا گیا ہے، اور تم یہ بات کسی سے بیان مت کرنا، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آیا، تو جب کوئی ایسا شخص فوت ہوجاتا، جس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوتا کہ اس کا تعلق منافقین کے گروہ سے ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لے جاتے، اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے چلے جاتے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے تھے، ورنہ نہیں پڑھتے تھے (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث: ۲۰۴۲۴، کتاب الجامع ،باب أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عمر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کے اس طرح کے واقعات کو اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے (ملاحظہ ہو: مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۳۸۵۴۵)

ملاحظہ فرمایے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی قربت تھی، اور آپ خلیفۂ راشد تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی منافقین کے نام نہیں بتلائے تھے، اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منافقین کے نام بتلا دیے جاتے، تو آپ خود سے ان تمام منافقین کو منافق سمجھتے۔

اس طرح کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین کے ساتھ عام مسلمانوں کو، ظاہر کے مطابق، مسلمانوں والا برتاؤ کرنے کا حکم ہے، جس میں بہت سے حکمتیں و مصلحتیں ہیں۔ (جاری ہے......)

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 44 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی شکست ودھمکی

فرعون نے جب یہ دیکھا کہ جن لوگوں کو سب سے زیادہ جادو کا علم تھا، وہ لوگوں کے بہت بڑے اجتماع کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لے آئے، تو اس کو اپنی خدائی کا خطرہ پڑ گیا، اس نے سوچا کہ یہ تو حضرت موسیٰ کی نبوت پر بہت قوی دلیل قائم ہوگئی۔

تو اس نے سب سے پہلے جادوگروں کو دھمکایا کہ میری اجازت سے پہلے تمہیں کوئی حق نہ تھا کہ تم موسیٰ کی برتری اور کامرانی کا اعلان کرتے، ہر متکبر وسرکش یہی چاہتا ہے کہ لوگ اس کی ہاں میں ہاں ملائیں اور جو کچھ وہ کہے اسے مان کر اسی کی تشہیر واشاعت کریں۔

اسی طرح دنیا میں ہر متکبر اور سرکش حکمران کا یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ دلیل کے میدان میں ہار جاتا ہے، تو جیل، پھانسی، سولی اور قتل کی دھمکی دینے پر اتر آتا ہے، اور اس کے لیے ایسے قوانین وضع کرتا ہے، جن کی رو سے کسی پر اس کا جرم ثابت کیے بغیر اسے سزا دی جاسکے، چنانچہ یہی کام فرعون نے کیا، جب وہ دلیل کے میدان میں شکست کھا گیا، تو سزا دینے کی دھمکی پر اتر آیا اور اس نے لوگوں کو اپنی بندگی پر قائم رکھنے کے لیے فوراً دو شبہات لوگوں کے ذہنوں میں ڈالے۔

ایک شبہ یہ ڈالا کہ یہ جادوگر مقابلے میں حضرت موسیٰ کی دلیل کی قوت کی وجہ سے ان کی نبوت پر ایمان نہیں لائے، بلکہ ان کا مقابلہ دراصل جھوٹ موٹ کا مقابلہ تھا، اور حضرت موسیٰ ہی ان کے بڑے استاد ہیں، جنہوں نے ان جادوگروں کو جادو سکھایا ہے، اور انہوں نے اس کے معجزے سے شکست نہیں کھائی، بلکہ اپنے استاد کے جادو سے شکست کھائی ہے، اور یہ آپس میں یہ طے کر کے آئے تھے کہ اپنے استاد کا غلبہ ثابت کر کے اور اسے اس کی پیغمبری کا ثبوت بنا کر یہاں سیاسی

انقلاب برپا کریں گے، تاکہ حضرت موسیٰ کی دلیل کا غلبہ ظاہر ہو۔ [1]

فرعون نے دوسرا شبہ یہ ڈالا حضرت موسیٰ کا مقصد تمہیں تمہارے وطن سے نکالنا ہے، اس لیے انہوں نے یہ جھوٹ موٹ کا مقابلہ کیا ہے۔

ان دوشبہات سے فرعون کا مقصد حضرت موسیٰ کی کامیابی کے اثرات کو زائل کرنا تھا، تاکہ اس کے رعایا اس کی خدائی کے متعلق بدگمان نہ ہو۔

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (سورة الاعراف، رقم الآية ١٢٣)

یعنی ’’فرعون بولا کہ تم میرے اجازت دینے سے پہلے ہی اس شخص پر ایمان لے آئے۔ یہ ضرور کوئی سازش ہے جو تم نے اس شہر میں ملی بھگت کر کے بنائی ہے، تاکہ تم یہاں کے رہنے والوں کو یہاں سے نکال باہر کرو۔ اچھا تو تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا‘‘۔

اور سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ آمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

(سورة طٰهٰ، رقم الآية ٧١)

---

[1] بعض تفسیری روایات میں ہے کہ حضرت موسیٰ اور جادوگروں کے سردار کی مقابلہ سے پہلے ملاقات ہوئی، حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ اگر میں تم پر غالب آجاؤں، تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے اور اس بات کی گواہی دو گے کہ جس دین کی دعوت دے رہا ہوں وہ حق ہے؟ جادوگروں کے سردار نے کہا کل ہم ایسا جادو پیش کریں گے جس پر کوئی جادو غالب نہیں آسکے گا، اور اللہ کی قسم! اگر تم مجھ پر غالب آگئے، تو میں ضرور تم پر ایمان لے آؤں گا، اور میں ضرور یہ گواہی دوں گا کہ تمہاری دعوت سچی ہے، فرعون ان کو باتیں کرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

اس لیے اس نے کہا کہ یقیناً یہ تمہاری خفیہ سازش ہے، یعنی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا غالب ہونا پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے مطابق تھا حقیقت میں وہ غالب نہیں ہوئے تھے۔

حدثني موسى بن هارون قال، حدثنا عمرو قال، حدثنا أسباط، عن السدي، في حديث ذكره، عن أبي مالك وعلى بن أبي طلحة، عن ابن عباس، وعن مرة، عن ابن مسعود، وعن ناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: التقى موسى وأمير السحرة، فقال له موسى: أرأيتک إن غلبتک أتؤمن بي، وتشهد أن ما جئت به حق؟ قال الساحر: لآتين غدا بسحر لا يغلبه سحر، فوالله لئن غلبتني لأومنن بک، ولأشهدن أنک حق! وفرعون ينظر إليهم، فهو قول فرعون: " إن هذا لمكر مكرتموه في المدينة "، إذ التقيتما لتتظاهرا فتخرجا منها أهلها(تفسير الطبري، ج١٣ ص٣٣)

یعنی ''فرعون بولا کہ تم ان پر میرے اجازت دینے سے پہلے ہی ایمان لے آئے، مجھے یقین ہے کہ یہ (موسیٰ) تم سب کا سرغنہ ہے۔ جس نے تمہیں جادو سکھلایا ہے''۔

اور سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ (سورة الشعراء، رقم الآية ۴۹)

یعنی ''فرعون بولا کہ تم میرے اجازت دینے سے پہلے ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے۔ ثابت ہوا کہ یہ تم سب کا سرغنہ ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ اچھا ابھی تمہیں پتہ چل جائے گا''۔

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب فرعون کے وکیلوں نے تسلیم کرلیا، تو فرعون کو بھی تسلیم کرلینا چاہیے تھا، کیونکہ وکیل کی ہار جیت موکل کی ہار جیت ہوتی ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ وکیل ہار گیا اور موکل جیت گیا، یہ جادوگر فرعون کے وکیل تھے، انہوں نے ہار مان لی، اور سب نے مان لی کیونکہ کسی کا استثنا نہیں ہے کہ کچھ نے مانا، اور کچھ نے نہ مانا، بلکہ سب کے سب مومن ہوگئے اور اپنی شکست تسلیم کرلی، اور سجدے میں گر گئے۔ [1]

---

[1] تاریخی روایات میں ہے کہ جادوگروں کے سردار مسلمان ہوگئے، تو ان کو دیکھ کر قوم فرعون کے چھ لاکھ آدمی حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئے اور اعلان کردیا۔

اس مقابلہ اور مناظرہ سے پہلے تو صرف دو حضرات موسیٰ اور ہارون فرعون کے مخالف تھے، اس وقت سب سے بڑے جادوگر جو قوم میں اقتدار کے مالک تھے، اور ان کے ساتھ چھ لاکھ عوام مسلمان ہوکر ایک بہت بڑی طاقت مقابلہ پر آ گئی۔

قالوا آمنا برب العالمين رب موسى وهارون ابدلوا الثانى بالأول لئلا يتوهم انهم أرادوا به فرعون قال ابن عباس لما امنت السحرة اتبع موسى ستمائة الف من بنى إسرائيل(التفسير المظهرى، ج۳ص ۳۹۳، سورة الاعراف)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

طب وصحت "سنوت" میں ہر مرض کی شفاء ہے حکیم مفتی محمد ناصر

سنوت میں گھی، مکھن، اور پنیر کا شامل ہونا

سنوت کے مصداق میں اہلِ علم حضرات نے گھی (سمن)، مکھن (زبد) یا پنیر (جبن) کا بھی ذکر کیا ہے، اور یہ تینوں چیزیں حیوانی روغنیات میں شامل ہیں۔

مزید براں اطباء نے گھی، مکھن اور پنیر کے علاوہ چربی کو بھی حیوانی روغنیات میں شمار کیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے گھی، مکھن، پنیر اور چربی کا استعمال مختلف اوقات میں مختلف طریقوں یعنی مختلف مرکبات کی شکل میں ثابت ہے۔

گائے کا دودھ شفاء، گھی دواء اور گوشت بیماری ہے

کئی احادیث میں گائے کے دودھ کو شفاء اور گائے کے گھی کو دواء اور گائے کے گوشت کو بیماری قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ ملیکہ بنتِ عمرو سے روایت ہے:

أَنَّهَا وُصِفَتْ لَهَا سَمْنُ بَقَرٍ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِحَلْقِهَا وَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلْبَانُهَا شِفَاءٌ، وَسَمْنُهَا دَوَاءٌ، وَلَحْمُهَا دَاءٌ

(المراسيل لابی داؤد، رقم الحديث ٤٥٠، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٧٩) [1]

ترجمہ: اُن سے حلق کے درد میں گائے کے گھی کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے کا دودھ شفاء ہے، اور اس کا گھی دواء ہے، اور اس کا گوشت بیماری ہے (مراسیل)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَلْبَانَهَا أَوْ لَبَنَهَا شِفَاءٌ،

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی، والمرأة لم تسم، وبقية رجاله ثقات۔ وقد تقدم حديث أبی موسى فی باب التداوی فی أول الكتاب (مجمع الزوائد ج٥ ص ٩٠)

وَسَمْنُهَا دَوَآءٌ، وَلَحْمَهَا أَوْ لُحُومُهَا دَاءٌ(شعب الایمان للبیہقی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے کا دودھ شفاء ہے، اوراس کا گھی دوا ہے، اوراس کا گوشت بیماری ہے (بیہقی)

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً إِلَّا الْهَرَمَ فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ فَإِنَّهَا تَرُمُّ مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ

(مسند ابی داوٗد الطیالسی، رقم الحدیث ۳٦٦، صحیح ابنِ حبان،رقم الحدیث ٦٠٧۵، کتاب الطب) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی بیماری بھی نازل نہیں کی، مگراس کے لئے شفاء بھی نازل کی ہے، سوائے بڑھاپے کے، لہٰذا تم پر گائے کا دودھ استعمال کرنا لازم ہے، کیونکہ گائے ہر درخت سے چَرتی ہے (مسند ابی داؤد طیالسی، ابن حبان)

مذکورہ احادیث میں گائے کے دودھ اور گھی کی افادیت بیان ہوئی ہے، جبکہ کئی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے گھی کا حیس یعنی حلوے کی شکل میں مختلف چیزوں مثلاً کھجور، شہد، مکھن، پنیر اور جَو وغیرہ کے ساتھ گھی کا استعمال فرمانا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نصف مد کے برابر جَو لیے، پھر ایک برتن لیا، جس میں تھوڑا سا گھی تھا، اُمِ سلیم نے جَو اور گھی کا حلوہ (ومالیدہ) بنایا، اور پھر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

[1] رقم الحدیث ۵۵۵۵ "باء"، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض.

[2] قال الالبانی: أخرجه الطیالسی حدثنا المسعودی عن قیس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وسلم. ومن هذا الوجه أخرجه الحاکم ورجاله ثقات غیر أن المسعودی کان اختلط قبل موته واسمه عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة بن مسعود الکوفی لکنه قد توبع (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۵۱۸)

قال شعیب الانؤوط: إسناده صحیح، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر حمید بن زنجویه، وهو ثقة روی له أبو داود والنسائی محمد بن یوسف :هو الفریابی، وسفیان :هو الثوری، وقیس بن مسلم :هو الجذلی الکوفی(حاشیة صحیح ابنِ حبان)

دعوت دینے کے لئے بھیجا، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ موجود تھے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ام سلیم نے آپ کے پاس کھانے کی دعوت دے کر بھیجا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھی؟ یہ فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوگئے، میں نے جلدی سے گھر پہنچ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف لارہے ہیں، یہ سن کر ابوطلحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں چلتے چلتے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہاں تو تھوڑا سا حلوہ ہے جو ام سلیم نے نصف مد کے برابر جَو سے تیار کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں داخل ہوئے، تو وہ کھانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا ہاتھ رکھا، اور فرمایا کہ دس آدمی اندر آتے جائیں، چنانچہ دس آدمی اندر آئے، اور انہوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا، پھر دس دس کر کے چالیس آدمیوں نے وہ کھانا کھالیا اور خوب سیر ہو کر سب نے کھایا، اور وہ کھانا جیسے تھا، ویسے ہی باقی رہا، پھر ہم نے بھی اسے کھایا (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۴۹۱) [1]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دعوت پر ہمارے گھر میں تشریف لائے، اور فرمایا:

کیا آپ کے پاس گھی ہے؟ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ جی ہاں! میرے پاس گھی کا ایک برتن ہے، جس میں کچھ گھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے لے آؤ، انس رضی اللہ عنہ وہ برتن لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ڈھکن کھولا اور بسم اللہ پڑھ کر یہ دعاء کی کہ:

اَللّٰھُمَّ أَعۡظِمۡ فِیۡھَا الۡبَرَکَۃَ.

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: هذا الحدیث له إسنادان، فی الإسناد الأول: حماد بن زید، عن هشام ابن حسان القردوسی، عن محمد بن سیرین، عن أنس. وفی الإسناد الثانی: حماد بن زید، عن الجعد أبی عثمان، عن أنس. والإسنادان صحیحان علی شرط الشیخین (حاشیة مسند احمد، تحت رقم الحدیث ۱۲۴۹۱)

اے اللہ! اس میں خوب برکت پیدا فرما، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اسے اٹھاؤ، انہوں نے اسے اٹھایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے گھی نچوڑنے لگے اور اس دوران بسم اللہ پڑھتے رہے، اور ایک ہنڈیا کے برابر گھی نکل آیا، پھر اس گھی سے اَسّی سے بھی زائد لوگوں نے کھانا کھا لیا، اور اس کے بعد بھی وہ بچ گیا، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ خود بھی کھاؤ اور اپنے پڑوسیوں کو بھی کھلاؤ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۵۴۷، مسلم، رقم الحدیث "۱۴۲" "۲۰۴۲")

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام حسبِ میسر گھی استعمال فرماتے تھے۔

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 28 "سائنسی بنیاد پر رؤیتِ ہلال کے فیصلے کا حکم"﴾

اس کے علاوہ احادیث میں شعبان کے چاند کو رمضان کے لیے محفوظ رکھنے کا حکم آیا ہے، اور اس بات کا بھی ذکر آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، شعبان کے مہینے کے چاند کو دیکھنے کا اتنا زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے کہ جتنا زیادہ اہتمام کسی اور چاند کو دیکھنے کا نہیں کیا کرتے تھے۔

لیکن ہمارے یہاں کے بعض علاقوں میں شعبان کے چاند کو دیکھنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، اور اس موقع پر رؤیتِ ہلال کمیٹی کے فیصلے سے اختلاف بھی سامنے نہیں آتا، یہاں تک کہ "شبِ برأت" کے موقع پر بھی ان لوگوں کی طرف سے کوئی اختلاف سامنے نہیں آتا، اور نہ ہی دوسرے مہینوں میں رؤیتِ ہلال کے متعلق ان کی طرف سے اختلاف سامنے آتا، لیکن یکا یک شعبان کی آخری تاریخوں میں ان کی طرف سے اختلاف رونما ہو جاتا ہے، اور یہ اختلاف بھی عام طور پر ہمیشہ ماہِ شعبان کو انتیس کا مہینہ قرار دینے کی صورت میں سامنے آتا ہے، جو کہ شرعی اصول وقواعد کے خلاف ہے، اس لیے ان حضرات کو اپنے اس طرزِ عمل کا شرعی اصول وقواعد کی روشنی میں سنجیدہ طریقے پر جائزہ لے کر اصلاح کرنے اور اس مسئلہ کو اَنا کی بھینٹ چڑھانے سے بچنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......18/ و25رمضان اور3/ و10شوال1440ہجری بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......13/ 20/ 27رمضان اور12/شوال1440ہجری بروز اتوار، مفتی صاحب مدیر کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں، جبکہ 5/شوال بروز اتوار مفتی صاحب مدیر کے سفر میں ہونے کی وجہ سے اصلاحی مجلس نہ ہوسکی۔

□......14/ 21/ رمضان اور 13/شوال بروز پیر، بعدظہر، ادارہ میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب نے بعض مریضوں کا طبی معائنہ کیا۔

□......16/ رمضان، سترہویں شب، حافظ محمد عفان صاحب کا جناب خورشید صاحب مرحوم کے گھر میں تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□......19/ رمضان، مفتی صاحب مدیر کا جناب نعمان مظہر قریشی صاحب کے یہاں ان کے گھر (محلّہ کرتار پورہ) میں دوپہر کے وقت خواتین کے لئے اصلاحی بیان ہوا، اسی روز بیسویں شب، مسجدِ غفران میں حضرت مدیر صاحب اور مولانا محمد ریحان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا، تلاوت، اور وعظ کی مختصر تقریب اور دعاء ہوئی۔

□......19/ رمضان بروز اتوار، ادارہ میں بعض مریضوں کا حجامہ کیا گیا۔

□......24/ رمضان، پچیسویں شب، مفتی محمد یونس صاحب کی مسجد بلال میں تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□......26/ رمضان، ستائیسویں شب، مسجدِ نسیم میں بندہ محمد ناصر کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□......27/رمضان، بعدظہر، حضرت مدیر صاحب کا جامع مسجد الیاس (ماڈل ٹاؤن، ہمک) میں بعدظہر مفصل بیان ہوا۔

□......ادارہ میں 28رمضان بروز پیر تا9شوال بروز جمعرات (بمطابق3جون تا13جون2019ء) تک عیدالفطر کی تعطیلات رہیں۔

□......یکم شوال/ بروز ہفتہ، مسجدِ غفران میں عیدالفطر کی نماز حضرت مدیر صاحب نے صبح سات بجے، مسجدِ نسیم میں مولانا محمد ناصر صاحب نے صبح سات بجے، مسجد بلال، صادق آباد میں مفتی محمد یونس صاحب نے صبح ساڑھے چھ بجے پڑھائی۔

□......عید کے دن ادارہ میں احباب ومتعلقین، اور ادارہ کے فضلاء کی آمد اور ملاقات ومجالست کا سلسلہ جاری رہا۔

□......4/شوال بروز ہفتہ مفتی صاحب مدیر، اپنے محبِّ خاص مولانا عبدالجبار صاحب زیدمجدہٗ (ترنڈہ محمد پناہ،

ضلع رحیم یار خان) کی دعوت پر اپنے برخورداران اور بندہ محمد ناصر کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے، اس سفر میں 5/شوال بروز اتوار بعد مغرب قاری محمد احمد اللہ تونسوی قادری صاحب (ابنِ مولانا ابواحمد نور محمد قادری تونسوی صاحب رحمہ اللہ) سے اُن کے جامعہ عثمانیہ میں ملاقات ہوئی، اس کے بعد مولانا عبدالجبار صاحب کی زیرِ امامت وخطابت محمدی مسجد، محمد پناہ میں حاضری ہوئی، 6/شوال بروز پیر صبح دین پور شریف جانا ہوا، جہاں قدیم قبرستان میں بانی دین پور شریف مولانا خلیفہ غلام محمد صاحب، مولانا عبیداللہ سندھی صاحب، مولانا عبداللہ درخواستی صاحب، مولانا میاں عبدالہادی صاحب رحمہم اللہ وغیرہ اکابرین کی قبور پر حاضری ہوئی، اور وہاں فاتحہ خوانی کی، اسی روز بعد نمازِ عصر دریائے پنج ہیڈ پر مولانا عبدالجبار صاحب کی طرف سے خصوصی ضیافت میں شرکت کی، اسی روز واپسی پر بعد مغرب جامعہ انوریہ حبیب آباد (طاہر والی) میں جانا ہوا، جہاں مولانا منظور احمد نعمانی صاحب، مولانا حبیب اللہ صاحب اور حاجی خدا بخش صاحب رحمہم اللہ کی قبور پر حاضری ہوئی، 7/شوال بروز منگل بعد نمازِ عصر مفتی صاحب مدیر کا ترنڈہ محمد پناہ کی بستی کی مسجد ہدیٰ محمد صالح الخشتی میں اتفاق واتحاد کی اہمیت کے موضوع پر مختصر اصلاحی بیان ہوا، دورانِ قیام مولانا عبدالجبار صاحب زید مجدہٗ اور ان کے بعض رفقائے کار جناب ڈاکٹر آصف صاحب وغیرہ کی طرف سے خصوصی اور پُرتکلف ضیافت کا اہتمام کیا گیا، اور دیہات کی دیسی اشیاء سے مہمانوں کو محظوظ کیا گیا، فجزاہم اللہ خیرا الجزاء۔ مورخہ 8/شوال بروز بدھ کو اس سہ روزہ دورہ سے بحمداللہ تعالیٰ بخیریت واپسی ہوئی۔

□...... 11/شوال، بروز ہفتہ، بعد ظہر، حضرت مدیر صاحب اور مفتی محمد یونس صاحب، مولانا بدر عالم صاحب مرحوم کے بیٹے جناب نوید صاحب کی دعوتِ ولیمہ پر ماوریٰ شادی ہال (مری روڈ، راولپنڈی) میں ظہرانہ پر مدعو تھے۔

□...... 11/شوال، بروز ہفتہ سے ادارہ میں معمولات کا آغاز ہوا، اور تعلیمی شعبہ جات میں قدیم داخلوں کی تجدید کا سلسلہ شروع ہوا، جو ایک ہفتہ تک جاری رہا، اور 22/شوال سے حسبِ گنجائش جدید داخلے شروع ہوئے۔

□...... 17/شوال، بروز جمعہ، بندہ محمد ناصر کے بھانجے محمد صہیب کا انتقال ہوا، بندہ نے بعد عصر عیدگاہ قبرستان، راولپنڈی میں نمازِ جنازہ پڑھائی، حضرت مدیر صاحب اور ارکانِ ادارہ نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔

□...... 16/شعبان (22/اپریل) بروز پیر سے تعمیرِ پاکستان سکول میں 1st Mid Term Exams ہوئے، اور 28/شعبان (4/مئی) بروز ہفتہ کو نتائج کے اعلان ساتھ بچوں کو گرمیوں کی چھٹیوں کا کام دے کر تعطیلات کا آغاز ہوگیا۔

اخبارِ عالم مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/مئی/2019ء/15/رمضان المبارک/1440ھ: پاکستان: شرح نمو کم، شرح سود میں ڈیڑھ فیصد اضافہ، مہنگائی مزید بڑھے گی، اسٹیٹ بینک ☎ سندھ، محکمہ خوراک نے گندم کی بین الصوبائی منتقلی پر پابندی عاید کردی، گندم بحران اور آٹے کی قیمتوں میں اضافے کے خدشات پر پابندی لگائی گئی 23/مئی: پاکستان: سعودیہ سوا3ارب ڈالر کا ادھار تیل دینے پر تیار، ترسیل یکم جولائی سے شروع ہوگی، ہر ماہ ساڑھے 27 کروڑ ڈالر تیل فراہم کیا جائے گا، طریقہ کار طے 24/مئی: پاکستان: 1500 کلومیٹر رینج کے بیلسٹک میزائل شائین ٹو کا کامیاب تجربہ، زمین سے زمین پر ہدف کو آسانی نشانہ بنانے کی صلاحیت ☎ بھارت: لوک سبھا کے الیکشن میں بی جے پی کو فیصلہ کن برتری، مودہ دوبارہ وزیر اعظم منتخب ہوں گے 25/مئی: پاکستان: 78 ہزار عازمین حج کے لیے پی آئی اے کی 350 پروازیں، قومی فضائی کمپنی رواں سال 13 ہزار اضافی عازمینِ حج کو سہولت فراہم کرے گی 26/مئی: پاکستان: وزیر اعظم کا حکم، ادویات کی قیمتوں میں کمی پر عملدرآمد شروع، ڈریپ نے بلڈ پریشر، دل، مرگی اور جلدی امراض سمیت 78 ادویات سستی کردیں 27/مئی: پاکستان: لاہور، محکمہ فوڈ 32 لاکھ ٹن گندم خرید کر آٹا بحران سے بچ گیا، خریداری ہدف ساڑھے 38 لاکھ ہزار ٹن تھا، لیکن موسمی حالات نے گندم کو شدید نقصان پہنچایا 28/مئی: پاکستان: اسلام آباد، سپریم کورٹ ای سسٹم رکھنے والی دنیا کی پہلی عدالت، اسلام آباد میں وڈیو لنک پر کراچی سے مقدمات سنے، عدالتی تاریخ میں نئے باب کا آغاز، سسٹم پورے ملک تک پھیلائیں گے، چیف جسٹس 29/مئی: پاکستان: بجلی 55 پیسے فی یونٹ مہنگی، صارفین پر 5ارب 20 کروڑ اضافی بوجھ پڑے گا، اضافہ اپریل کی ماہانہ فیول ایڈجسٹمنٹ میں کیا، زرعی صارفین پر اطلاق نہیں ہوگا، نیپرا 30/مئی: پاکستان: مالی سال 20-2019ء جی ڈی پی ہدف 4 فیصد مقرر، ترقیاتی بجٹ 1837 ارب، قومی اقتصادی کونسل نے زراعت 3.4، صنعت 2.2 اور خدمات شعبہ کی ترقی کا ہدف 4.8 فیصد رکھنے کا، 12واں پانچ سالہ منصوبہ بھی منظور کرلیا 31/مئی: بھارت: مودی نے دوسری مرتبہ وزارتِ عظمی کا حلف اٹھالیا، 57 رکنی کابینہ تشکیل یکم/جون: پاکستان: پٹرول کی قیمت میں 4 روپے 26 پیسے، ڈیزل کی قیمت میں 4 روپے 50 پیسے فی لیٹر اضافہ، نئی قیمتوں کے بعد پٹرول 112 روپے 68 پیسے، ڈیزل 126 روپے 82 پیسے فی لٹر تک پہنچ گیا، لائٹ ڈیزل ایک روپیہ 68 پیسے، مٹی کا تیل ایک روپیہ 69 پیسے

فی لیٹر مہنگا ✍ 2 / جون: سعودی عرب: مکہ مکرمہ او آئی سی اجلاس، وزیرِ اعظم عمران خان کی شرکت، کشمیر پر او آئی سی کا خصوصی نمائندہ مقرر، کشمیر، فلسطین، میانمار مسلمانوں پر مظالم کی مذمت، 15 مارچ اسلام فوبیا کے خلاف عالمی دن منایا جائے گا، اعلامیہ ✍ 3 / جون: پاکستان: عالمی بینک، پاکستان کو 46 کروڑ 50 لاکھ ڈالر دے گا، اعلیٰ تعلیم میں تعاون، وسطی وجنوبی ایشیاء کے درمیان بجلی کی تجارت کے لیے استعمال ہوں گے ☎ وزیر اعظم ڈیم فنڈ میں اب تک 10 ارب 56 کروڑ جمع، اعداد وشمار جاری ✍ 4 / جون: پاکستان: فیول پرائس ایڈجسٹمنٹ، بجلی 55 پیسے فی یونٹ مہنگی، اضافہ جون کے بجلی کے بلوں میں صارفین سے وصول کیا جائے گا، نوٹیفکیشن جاری ☎ گیارہ سال بعد فضائی آپریشن بحال، برٹش ایئر ویز کی پہلی پرواز 240 مسافروں کے ساتھ اسلام آباد لینڈ کرگئی ✍ 5 / جون: پاکستان: یکم شوال کا چاند نظر آ گیا، آج ملک بھر میں عید ✍ 6 / جون: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار ✍ 7 / جون: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار ✍ 8 / جون: پاکستان: عید الفطر پر مذہبی جوش و خروش، بڑے اجتماعات کا انعقاد، نمازِ عید کے بعد ملکی ترقی، خوشحالی اور امتِ مسلمہ کی فلاح و بہبود کے لیے خصوصی دعائیں، خیبر پختونخوا میں دو عیدوں کی روایت برقرار، دونوں دن نماز ادا کی گئی، سیکورٹی سخت ✍ 9 / جون: پاکستان: ملک بھر میں شدید گرمی کی لہر برقرار، نظامِ زندگی متاثر ✍ 10 / جون: پاکستان: پاکستان میں ہر سال 20 لاکھ افراد روزگار کے متلاشی، 20 لاکھ نوکریاں دینے کے لیے معاشی ترقی کی شرح 7 فیصد لازم ہے، ورلڈ بینک، رواں سال معاشی ترقی کی شرح 3 فیصد تک رہنے کا امکان ہے ✍ 11 / جون: پاکستان: میگا منی لانڈرنگ کیس، سابق صدر آصف علی زرداری گرفتار، ضمانت میں توسیع کی درخواست مسترد، پی پی قیادت کا معاملے پر سپریم کورٹ جانے کا فیصلہ، مختلف شہروں میں احتجاج ومظاہرے ✍ 12 / جون: پاکستان: مالی سال 2019-20 کا بجٹ پیش، چینی، گھی، گوشت، سگریٹ، ایل این جی، سیمنٹ، سریا مہنگے، کھاد موبائل سستے، مزدور کی کم از کم اجرت 17500 مقرر، 70 کھرب 36 ارب کے بجٹ میں 3151 ارب خسارہ، 11 کھرب کے نئے ٹیکس، ریونیو کا ہدف 5555 ارب مقرر، بڑی بینک ٹرانزیکشنز کرنے والے نان فائلر گرفتار ہوں گے، ریڑھی سے لے کر ہر کاروبار رجسٹرڈ ہوگا، ایف بی آر ☎ درخواست ضمانت مسترد ہونے پر اپوزیشن لیڈر پنجاب حمزہ شہباز بھی گرفتار ✍ 13 / جون: پاکستان: لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ کالعدم، نجی سکول فیسوں میں سالانہ 5 فیصد اضافہ کرسکیں گے، سپریم کورٹ ✍ 14 / جون: پاکستان: ٹرانسمیشن لائن ٹاورز کی نگرانی کے لیے جدید سسٹم اپنانے کا فیصلہ ✍ 15 / جون: پاکستان: پنجاب کا سرپلس بجٹ، تنخواہ، پینشن میں اضافہ، ڈاکٹر، درزی،

پراپرٹی وکارڈیلر، حجام، حلوائی پرٹیکس، بزرگوں، بیواؤں اور معذوروں کو ماہانہ 2ہزار وظیفہ، بجٹ حجم 23 کھرب 57 کروڑ، ریونیو 1990ارب، وفاق سے وصولی 1601ارب 46 کروڑ، اخراجات کا تخمینہ 1298ارب 80 کروڑمقرر ✍ 16 / جون: پاکستان: انکم ٹیکس آرڈیننس میں ترامیم تجویز، ایف بی آر کو گھروں پر چھاپے مارنے کے اختیارات، کمشنران لینڈریونیو مصدقہ اطلاعات پر کرپٹ عناصر کے گھروں سمیت کسی جگہ پر چھاپے مار کرلوٹی ہوئی غیر قانونی دولت، غیرملکی کرنسی، سونا جواہرات ضبط کرسکیں گے ✍ 17 / جون: پاکستان: پرامن ممالک کی درجہ بندی میں پاکستان 153 نمبر براجمان ✍ 18 / جون: پاکستان: ایف اے ٹی ایف اجلاس، پاکستان کو بلیک لسٹ کرنے کی بھارتی قرارداد چین، ترکی، ملائیشیا نے روک دی ✍ 19 / جون: پاکستان: گھریلو صارفین کے لیے یکم جولائی سے گیس کی قیمتوں میں 200فیصد اضافہ کا فیصلہ، آئی ایم ایف کے ساتھ معاہدہ کے تحت حکومت کی جانب سے رواں مالی سال میں گیس کی قیمتوں کو پہلے ہی 143فیصد بڑھایا جاچکا ہے، ای سی سی کے آج ہونے والے اجلاس میں قیمتوں میں اضافہ کی منظوری دی جائے گی ✍ 20 / جون: پاکستان: پاک سعودیہ مذاکرات کامیاب، حاجیوں کی پاکستان میں امیگریشن کی منظوری۔

Awami Poultry

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک وپرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

قرآن تھراپی | ہومیوپیتھی | طب نبویؐ | حجامہ

قرآن تھراپی سنٹر کے تحت تمام مریضوں کیلئے
خصوصی رعایت

حجامہ
حجامہ کا پہلا پوائنٹ -/500 روپے اور اسکے بعد کے تمام
پوائنٹ -/300 روپے میں

مائیگرین | درد شقیقہ | کمر درد | لقوہ
فالج | شوگر | نیند کا نہ آنا | ڈپریشن
خون کے امراض | معدہ جگر کے امراض | ذہنی نفسیاتی امراض | مہروں کے درد

''اس میں روحانی اور جسمانی دونوں امراض کا علاج ہے''
حفظانِ صحت کے تمام اصولوں کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔

خواتین کیلئے لیڈی ڈاکٹر

جدید تشخیصی نظام

آپکے خون کا ایک قطرہ آپکے جسم میں چھپی تمام بیماریوں کی نشاندہی کرسکتا ہے

تشریف لانے سے پہلے وقت ضرور لیں | کلینک ٹائمنگ صبح 9 بجے تا شام 6 بجے

قرآن تھراپی سنٹر سید پور روڈ حیدری چوک راولپنڈی بالمقابل عائشہ ہاسپٹل (ناغہ جمعہ، ہفتہ)

لاہور کلینک: گارڈن ٹاؤن ابوبکر بلاک 77/B (بروز ہفتہ)

0300-5208331-0300-5208331

طب نبویؐ کی تمام پراڈکٹس دستیاب ہے۔ خالص شہد بیری، زیتون کا تیل، خالص زیتون، کلونجی، سنا مکی، تلبینہ وغیرہ

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Laziza Murgh Pulao®

Laziza Murgh Pulao®

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Murgh Pulao

Pulao Kabab

برانچ:

چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی

051-8489611

0300-9877045

Website for Order:

www.lazizamurghpulao.com

Contact All Branches:

51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی

051-8772884 0334-8082229

برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ:تم جس چیز سے(بیماریوں کی)دواء وعلاج کرتے ہو،اُس میں افضل چیز حجامہ ہے،یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے(ترمذی،بخاری،مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

ان بیماریوں کا بہترین علاج

جسم کا درد	ڈپریشن	ہائی بلڈ پریشر	عرق النساء	بواسیر
موٹاپا	گھنٹیا	یرقان	دردِ شقیقہ	بانجھ پن
ہارمونز کا مسئلہ	یورک ایسڈ	معدہ	شوگر	جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا ۔ کولیسٹرول ۔ اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

APS

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبرNE-786،ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر4،ڈھوک فرمان علی،راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز8،بحریہ ٹاؤن،راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید،ڈھوک فرمان علی،راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking, Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTOLINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: باباجی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دار العلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

0321-5247791